

تنویر البرہان

لدفع

ظلمات قرن الشیطان

تالیف

تلمیذ ارشد سنو محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمہ

مولانا حکیم ابوالحسن محمد رمضان علی قادری رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)

نور مسجد، کافری بازار، بیٹھادر، کراچی فون: 32439799

نام کتاب

تنویر البرہان لدفع ظلمات قرن الشیطان

مؤلف

مولانا حکیم ابوالحسن محمد رمضان علی قادری علیہ الرحمہ

سن اشاعت

محرم الحرام ۱۴۳۱ھ / جنوری ۲۰۱۰ء

تعداد اشاعت

۲۵۰۰

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)

نور مسجد، کافری بازار، بیٹھادر، کراچی فون: 32439799

ڈیجیٹل: یہ رسالہ website: www.ishaateislam.net پر موجود ہے۔

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱۔	پیش لفظ	5
۲۔	سوال	7
۳۔	جواب	9
۴۔	غلاف سنت، رنگی، روایتی نماز پڑھنا	17
۵۔	مذہبی نماز پڑھنا	18
۶۔	نماز پاشت	25
۷۔	تعبیہ اللہ کے سوا اللہ اور غیب کی طرف منکر کے نماز پڑھنا	32
۸۔	قبروں، مزاروں، خانقاہوں پر حشر و کرا	35
۹۔	حشر و تعظیبات پھر اللہ کے شکر و کفر سے ہونے کے دلائل	36
۱۰۔	غیب اللہ کے امام پر، کس کس	41
۱۱۔	تکبیر استعاذہ	48
۱۲۔	چڑھنا، اے اللہ	49
۱۳۔	وسل و مزار نماز کے متعلق پختہ آچھی دلائل	51
۱۴۔	تبیہ، ساتواں، چالیسواں کرنا	55
۱۵۔	شاہ ولی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹہ بننے کا انتہام کے ساتھ ہوا	67
۱۶۔	شاہ ولی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہادی کے سے متعلق ایک منکر کے حدیث کا رد	67
۱۷۔	اقبال سنت پر ہدایت	70
۱۸۔	دن مقرر کرنا	71
۱۹۔	کسی مسجد میں جانے کے لئے دن مقرر کرنا سنت ہے	71
۲۰۔	زیارت قبر کے لئے دن اور وقت مقرر کرنا سنت ہے	71

۲۱۔	دن مقرر کرنا سنت ہے	72
۲۲۔	دن مقرر کرنا سنت ہے	72
۲۳۔	نقلی روزہ کے لئے دن مقرر کرنا سنت ہے	73
۲۴۔	ایصال ثواب کے لئے اجتماع مقیمین پر ہم میں بہت سی مساعیات ہیں	74
۲۵۔	گیارہویں دینا	81
۲۶۔	مولود کرنا	88
۲۷۔	قرآن و حدیث سے منقول میلا و ملا ثبوت	93
۲۸۔	قرآن مجید سے منقول میلا، منقول کرنے کا ثبوت	96
۲۹۔	حقیقت مشورہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کا فضل اور اس کی رحمت میں	97
۳۰۔	حدیث شریف سے منقول میلا و ملا ثبوت	99
۳۱۔	مشورہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے فضائل بیان فرمائے	102
۳۲۔	مشورہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے میلا و ملا ثبوت بیان فرمایا	102
۳۳۔	صحابہ کرام کے جلسہ میں مشورہ نے اپنے فضائل بیان فرمائے	103
۳۴۔	ذکر و لاوت	105
۳۵۔	میلا و ملا کی خوشی دینا اور منقول میلا و منقول کرنا مولود پر	105
۳۶۔	نبی و بہت اور رباعی ثبوت ہے	107
۳۷۔	شاہ ولی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہادی کا مشاہدہ	110
۳۸۔	شاہ عبدالرحیم صاحب کا مشاہدہ	111
۳۹۔	ہابی مولویوں کی کھلا و کھلا	112
۴۰۔	ہابی مولویوں کی سید و سیدی	117
۴۱۔	حرف آخر	121
۴۲۔	نماز مبراہ	123

پیش لفظ

الحمد لله رب العالمين، و الصلوة و السلام على سيد

المُرسلين و خاتم النبیین

تمام قرآن میں اللہ کے لئے جو رب ہے تمام عالمین کا اور درود و سلام ہو رسولوں کے سر و دار و رفاقت میں اللہ علیہ السلام پر۔

بعد حمد و صلوة کے اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہم اہلسنت و اجماعت کو صراطِ مستقیم عطا فرمائی اور ہمیں رسول اللہ ﷺ کا طبعِ خیر مانید و ارادہ الیاء کی تعلیم کرنے کا ہتھیار عطا کیا۔ ایسے بھی ہیں جو انبیاء و اولیاء سے محبت کرنا تو درکنار ان سے محبت کرنے والوں سے بھی حد و درجہ نفرت کرتے ہیں اور بات بات پر مختلف قسم کے افتراءات اٹھاتے رہتے ہیں۔ کبھی مزاراتِ اولیاء پر، کبھی اضر اس اولیاء پر، کبھی مزار و نیاز کے نام پر، اور کبھی نتیجہ چاہلم کے پرگرام پر افتراءات اٹھاتے ہیں اور اس کے علاوہ انبیاءِ پیغمبر اسلام کے علمِ فیہ اور شان پر مختلف قسم کے افتراءات اور افتراءات اٹھ کر ان لوگوں کا طبعِ دہانہ بناتے۔

اولیاء اللہ کے نام پر کئی کئی مزار و نیاز کو حرام بتانا اور مازناز کا فتویٰ دینا ان کا تقصیر ہے جب کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں کہیں بھی اضر اس اولیاء و مزار و نیاز اور انبیاءِ پیغمبر اسلام کے علمِ فیہ کی نفی نہیں ہے بلکہ شوقِ قرآن کواد ہے:

”اور نبیاً فیہ بتانے میں تخیل نہیں۔“

اسی طرح ایک نگاہِ ارشادِ خدا:

”اے ایمان والو! پاک چیزوں کو جنہیں اللہ نے تمہارے لئے حلال

کیا ہے حرام نہ سمجھو! اور اللہ سے نہ بڑھو۔ بیشک اللہ تعالیٰ سے بڑھنے

والوں کو پسند نہیں فرماتا۔“

ان آیات کی مثال سے ہی ہمارا عقیدہ واضح ثابت ہو جاتا ہے۔

مذکورہ کتاب ”تسلیہ البرہان لدفع فتن الشیطان“ حضرت حکیم ابو الحسن محمد رشتان علی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کردہ ہے، اس کتاب میں ان مسائل پر بالکل طور پر بحث کی گئی ہے اور مقتادہ اہلسنت کو بحرِ پور انداز میں واضح کیا گیا ہے۔

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان مذکورہ رسالہ کو مسلمانوں کی اصلاح کے پیش نظر اپنے سالانہ مفت اشاعت کے 139 وین نمبر پر شائع کر رہی ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کے طفیل ہم سب کی اس سنی گواہی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اسے خواص و عوام کے لئے نافع بنائے۔ آمین

حکیم سید محمد طاہر نعیمی مراد آبادی

نحسبہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ﴿يَا أَيُّهَا الْمُسْلِمُونَ اسْمُوا لَا تَتَّخِذُوا حُطُبًا مَّا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْلُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُتَعْلِينَ﴾ (٢٧٤) صدق اللہ العلی العظیم۔
 ”اے ایمان والو! کچھ چیزوں کو جنہیں اللہ نے تمہارے لئے حلال کیا ہے حرام نہ بنو اور حد سے نہ بڑھو۔ بیشک اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔“

• واضح رہے کہ فی زمانہ فرقہ فساد غیہ عقلمین جو دو ٹوٹی الجھنیت کا کرتے اور اپنے مختصر سے گروہ کو صدر اور مسلمان جانتے اور سارے مسلمانوں کو شرک، کافر قرار دیتے ہیں فہم اکثر قرآن سے بے بہرہ حدیث رسول اللہ ﷺ کے بجائے حدیث انفس کے تابع ہیں ان کی اصل خوارق سے ہے۔ جن سے ان کا ایک بڑا پیشوا ابن عبدالوہاب نجدی ابتداء سے یوں حدیثی بھری میں ملک نجد میں دو گنہ راستے جس نے خاریجیوں کے طریقہ پر چلتے ہوئے قرآن و حدیث کی تاویلات قاسمہ کے سہارے تمام مسلمانوں کو کافر اور واجب القتل قرار دیا، مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور کربلائے معلیٰ غرضیکہ نجد و تباہی میں اس کے اور اس کی جماعت و مابین کے ہاتھوں بڑا خون بہا تا مسلمان قتل اور لاکھوں تباہ و برباد ہو گئے تھے۔ (ملاحظہ ہو کتاب التوحید، تظہار شافعی اور تہاشا ولی اللہ اور ان کی سیاسی قرینہ و عبرت کتب و مقامہ)

خوارق کے متعلق صحیح بخاری میں ہے:

كَانَ النَّبِيُّ عَسْرَ بَرَاهِمَ شَأْرٍ خَلَقَ اللَّهُ وَقَالَ إِنَّهُمْ انْطَلَقُوا إِلَى آيَاتِ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوهَا عَلَى الشُّؤْمَيْنِ (مسند)

السناری، باب قبل النواحي، ص ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲)

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خاریجیوں کو بدترین خلائق

جانتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ خاریجی لوگ تمہارے حق میں ازل وابد آیات قرآن کو مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔“

لیکن جن آیات میں بتوں کی تردید اور بت پرست مشرکین و کفار کی مذمت اور بے ان آیات کی تاویلات قاسمہ کرتے ہوئے بتوں کی کج انبیاء کرام، پیغمبر اسلام اور انبیاء عظام کو دشمن مشرکین و کفار کی کج مسلمانوں کو مار دیتے ہیں اور اسی بناء پر جن آیات میں مشرکین و کفار کے خلاف جہاد قتال کا حکم ہے ان آیات سے مسلمانوں کے خلاف جہاد و قتال ثابت کرتے اور مسلمانوں کے جان و مال کو حلال قرار دیتے ہیں۔

• موجودہ مابانی بھی اپنے پیشوا ابن عبدالوہاب نجدی کی اتباع میں خاریجیوں کے مسلک پر چلتے ہوئے اپنے علاوہ سارے مسلمانوں کو شرک و کافر کہتے ہیں اور بات بات پر بدعت و شرک اور کفر کے فتویٰ صادر کرتے رہتے ہیں مثال کے طور پر سوانامہ میں مندرجہ مولویوں کے قتل و کچل لیں کہ لوگ مسلمانوں کو زبردستی کافر بنانے کی خاطر مسائل کو کس طرح توڑ مڑ، ڈک اور سیدھے سادے مسائل کو الجھا کر کیونکر غلط مطلب نکالتے اور پھر ہلسد و جماعت پر افتراء و بہتان طرازی کرتے ہوئے غلط فتویٰ لگاتے اور انہیں اسلام سے بیدھک خاریجی قرار دیتے ہیں۔

• مولانا نے رسالہ بے نماز میں مندرجہ ذیل دس امور کی بناء پر فرزند ان توحید کو کافر

قرار دیا ہے۔

- ۱۔ ترک نماز
- ۲۔ خلاف سنت، رواجی، ربی نماز پڑھنا۔
- ۳۔ مذہبی نماز پڑھنا
- ۴۔ کعبۃ اللہ کے سوائے بغداد وغیرہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا۔
- ۵۔ قیام و نماز میں غلطیوں پر تہجد کرنا۔
- ۶۔ نیکی اللہ کے نام پڑھنا کرنا۔

۷۔ چڑھاوے کھانا۔

۸۔ بچہ، ساتواں، پالیواں کرنا۔

۹۔ گھبراہٹوں دینا۔

۱۰۔ بولوں کرنا۔

اور منافق لکھا ہے کہ ان امور کے مرتکب مسلمان نہیں ہیں، ان سے سلام و کلام ناجائز ہے، ہم مسلمانوں کے بھائی ہیں نہ ہماری عامہ استغفارہ جنازہ کے متعلق ہیں۔

اگرچہ ملانے اہلسنت و جماعت اور مہندرجہ بالا کے داندن ممکن جوایات بار بار سے کیے ہیں اور ایام و ہجرت کے ملائے حق قرآن و حدیث کی روشنی میں ان مسائل کی وضاحت مسلسل کرتے رہتے ہیں نیز اس سلسلے میں بلند پایہ تصانیف شائع ہو چکی ہیں اور ناظرین میں ہدایت پر بار بار تاکید کی گئی ہے، تاہم اس قدر وضاحت ہیں کہ جب کبھی ان کی رگ نچھوت پھر گئی ہے انہی گھسے پٹے مسائل کو چھاننے لگ جاتے ہیں اور بار بار منہ کی کھانے کے باوجود اپنی روایتی فتنہ انگیزی سے باز نہیں رہتے چونکہ یہاں اب پھر سے سر سے سے یہ فتنہ دہرایا گیا ہے انہوں نے کتابیں مفت تقسیم کر کے سیدھے عام مسلمانوں کو بھگانے کی کوشش پھر سے شروع کر دی ہے اور رخصتو کے احباب نے فقیر سے ان امور کی وضاحت طلب کی ہے، تو حسب فرمان حضور علیہ السلام:

مَنْ سَأَلَ عَنْ عِلْمٍ عَلَيْهِ فَلَهُ كَسَمَةِ الْجَمْرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلَحَامٍ مَرْنٍ

نَادٍ الْجَلِيلِ شَرْسِي، بروقم: ۱۶۶۹، ۱۹۸۱، ابن سلیمان، بروقم: ۱۶۶۱، ۹۶۰۱

مسند ابو داؤد، بروقم: ۳۶۵۸، ۶۶۰۵، المسند، ۱۶۶۳، ۱، طبکۃ کتبات العلم،

نعل الذی، بروقم: ۱۶۶۳، ۱، ۶۶۱

”جس سے علمی بات پوچھی گئی جسے وہ جانتا ہے پھر اسے چھپائے تو

قیامت کے دن اسے آگ کی لکام دی جائے گی۔“ (امامہ اللہ دہ)

فقیر کے لئے نہ مری دنیا کی ان امور کے متعلق قرآن و حدیث کی روشنی میں مختصراً

صحیح صورتحال واضح کروں اور رحمت خداوندی سے کچھ بعید نہیں کی میری یہی تہی خدمت دین و مظرین کے لئے ذریعہ ہدایت اور مہرین پر جہت اور میرے لئے ذریعہ نجات بن جائے آمین یا رب العالمین، بحمد سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم و علی آلہ و صحبہ وسلم و جنہم۔

رحمت حق بہانہ ہے جوہر رحمت حق بہانہ ہے جوہر
سوالنامہ میں فاتحہ خلف الامام کے متعلق بھی وضاحت طلب کی گئی ہے مسئلہ اللہ
اعوذ اس مسئلہ کی تحقیق میں ایک طویلہ و مستقل رسالہ شائع کرنے کی کوشش کروں گا، ہادیہ
نے جن دنوں اور کجا، پر مسلمانوں کو اسلام سے قطعاً خارج کر کے کافر قرار دیا ہے ان کی
تحقیق نبی و وارث ذیل ہے۔

۱۔ ترک نماز، ہادیہ نماز نہ پڑھنے والے مسلمانوں کو قطعاً کافر قرار دیتے ہیں، ان کا یہ فتویٰ قرآن و حدیث کے خلاف اور غلط ہے۔

یہ صحیح ہے کہ نماز اسلام کا ایک نہایت اہم رکن ہے قیامت کے روز ایمان کے بعد نماز کے متعلق ہی پرش دینی ہے قرآن و حدیث میں نماز کی تاکید کی گئی اور نماز رک نماز کے لئے شدید وعید و وار د ہے حتیٰ کہ نماز کو کفر و اسلام کے درمیان علامت مبینہ (ممتاز کرنے والی) قرار دیا گیا ہے قرآن اولیٰ کے مسلمان یہ یقین رکھیں کہ کونسی مسلمان ہے بے نماز یہی ہو سکتا ہے مگر ان تمام باتوں کے باوجود یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ تعلیمات قرآن و حدیث کا صحیح فہم نہ ہونے کے باعث ہادیہ ظاہری الفاظ پر دار و دار رکھتے ہوئے تاک نماز کو کافر قرار دیکر اپنی کینہش و مادیاتی کا مظاہرہ کرتے ہیں حالانکہ کفر و ایمان کا تعلق اعتقاد باطنی سے ہے اور مسلم و غیر مسلم ہونے کا دار و دار ظاہری اعمال پر ہے، ”مومن“ لا زماً مسلمان ہے لیکن یہ مری نہیں کہ ہر مسلمان مومن بھی ہو، پس اصول و جوہر لا ا لا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا قرا و ار و ایمان کرنا ہوا ورنہ درجیات دین کا مگر نہ دینا، مسلمان تسلیم کیا جائے گا اور احکام اسلام اس پر جاری ہوں گے، اس کے اعمال قرآن میں جوچہ غفلت یا سستی کوئی کرے گی بنا پر اسلام سے خارج اور کافر قرار دیں

دیا جاسکتا۔ **دلائل ۱۱: حدیثیں:**

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: "إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونِ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ" (قرآن)

”اللہ تعالیٰ یہ جرم ہرگز معاف نہیں کرے گا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے اور شرک کے علاوہ دوسرے جرائم گناہ جسے چاہے بخش دے گا۔

اور ظاہر ہے کہ ترک نماز شرک میں داخل نہیں، پس فرمان الہی کی روح سے بے نمازی کی بخشش کی امید ہے اور بے نماز کی بخشش کی امید ہونے کے تحت ثابت ہوا کہ ترک نماز کافر نہیں۔

عبادة بن الصامت قال قال رسول الله ﷺ خمس صلوات افترضاها الله تعالى من احسن وضوءهين وصلاهن لوقتهين واتم ركوعهين وخشوعهين كان له على الله عهد ان يغفر له ومن لم يفعل فليس له على الله عهد ان شاء غفر له وان شاء عذبه (سنن ابی داؤد، برقم ۴۲۰، سنن ابن ماجہ، برقم ۱۰۱، ۱۰۲، ۴۸۹، مؤطا امام مالك، كتاب صلاة الليل، برقم ۱۱۴، ۱۲۲، مشکوٰۃ كتاب الصلاة باب الثاني، برقم: ۱۲۲، ۵۷)

”حضرت عبادة بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھ نمازیں اللہ تعالیٰ نے فرض کیں جو ان کا مشوا اچھی طرح کرے، اور انہیں صحیح وقت پر ادا کرے اور ان کا رکوع و خشوع پر راکرے اس کے لئے اللہ کا وعدہ ہے کہ اسے بخش دے، اور جو ایسا نہ کرے تو اس کے لئے اللہ کا وعدہ نہیں اگر چاہے بخشے اگر چاہے اسے عذاب دے۔ (اس حدیث کو اس طرح امام احمد اور امام

ابوداؤد اور امام مالک اور امام نساہی نے روایت فرمائی ہے۔ رضی اللہ عنہم)

اس حدیث کے تحت شیخ ابن کثیر نے شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ اعظم فرماتے ہیں:

”دریں حدیث دلیل سنت برائے ترک صلوٰۃ کافر نیست مگر تکلیف

تکلیف و واجب نیست تعذیب و تکلیف نیست در ران چنانچہ مذہب

اہلسنت و جماعت است“ (السلعة المصنوع عن ۲۸۱ ج اول)

”اس حدیث میں اس پر دلیل ہے کہ ترک نماز کافر نہیں اور مگر تکلیف

گناہ دیکھو کہ مذہب میں بتایا کہ واجب نہیں اور وہ (کفار کی طرح)

ہمیشہ کے لئے جہنم میں نہیں رہے گا، جیسے کہ اہلسنت و جماعت کا

مذہب ہے۔

نیز اسی حدیث کے تحت مرآت شریعت مشکوٰۃ میں ہے:

معلوم ہوا کہ بے نمازی کافر نہیں اور ترک نماز کفر نہیں اس لئے کہ کفر کی

بخشش نہیں ہوتی حسب فرمان الہی:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونِ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ

اس آیت میں شرک بمعنی کفر ہے۔

فرمان نبوی کی رو سے ثابت ہوا کہ ترک نماز کافر نہیں۔

اور جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک نماز کو کافر قرار

نہیں دیا تو پھر ان کی جہنم و ماویہ کو یہ حق کہاں سے حاصل ہو گیا کہ ترک نماز کو عطا کافر اور

نارک از اسلام قرار دیں۔

عن بريدة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم العهد

الذي بيننا وبينهم الصلوة فمن تركها فقد كفر (سنن

الترمذي، برقم: ۲۶۲۱، سنن ابن ماجہ، كتاب الصلوة،

برقم: ۱۰۷۹، ۱۱، مشکوٰۃ كتاب الصلوة، الفصل الثالث،

برقم: ۱۰۷۴، ۱۲۴)

”حضرت مجددِ دینِ حق اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ معاہدہ جو ہمارے اور ان کے درمیان ہے، وہ نماز ہے تو جس نے اسے چھوڑ دیا یقیناً کفر کیا۔“

ان سے مراد منافقین ہیں یعنی مسلمانوں اور منافقوں کے درمیان نمازی ایک وہ چیز ہے جو منافقوں کے لئے مہم ایمان ہے کہ انہی کی وجہ سے ہم انہیں قتل نہیں کرتے اور ان پر اسلامی احکام جاری کرتے ہیں اب جو منافق نماز چھوڑے گا اس کا کفر ظاہر ہو جائے گا اور وہ بلائیں قتل ہوگا، نماز چھوڑنے سے منافقین کا کفر ظاہر ہو گیا ہے حدیث اس حدیث کی شرح ہے کہ فرمایا: ”من ترک الصلوة متعمدا فقد کفر“ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ”مطلقاً بے نمازی کا کفر ہے۔“ (مرآت السراج مشکوٰۃ)

منافقین اسے کہتے ہیں جو عقیدہ دل سے ایمان کو قبول نہ کرے اور بظاہر زبان سے کہے اور مسلمانوں میں شامل ہو پس منافق ”مومن نہ ہوا کہ عقائد باطنی کے لحاظ سے کافر ہے مگر چونکہ وہ ظاہری اعمال اسلامی بخلافا مسلمانوں کی طرح نماز پڑھتا ہے اس لئے اسے مسلمان شمار کیا جاتا ہے اور اس پر اسلامی احکام جاری ہوتے ہیں پس اگر منافق نماز بھی چھوڑ دے تو اس کے کفر پر وہ بھی قوی ہو جائے گا کفر ہونے میں کچھ باقی نہیں رہ جاتا اور وہ اسلامی احکام سے خارج ہو جاتا ہے۔“

معلوم ہوا کہ یہ حدیث ”مومن کے بارے میں“ اور نہیں، ”اپنی“ مولوی غلام احمد بیٹ کے خلاف تاویل قاصدہ سے اس حدیث کو یسٹین پر چسپاں کرتے ہیں اور ”مومن کو ترک نماز کی وجہ سے زبردستی کافر ٹھہراتے ہیں۔“ (نوفلِ مدنی)

عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بين العبد وبين الكفر ترك الصلوة (صحيح مسلم، كتاب الصلوة،
سیرم ۱۲۴، ۸۸/۱، سنن ابی داؤد، كتاب الصلوة، مرقم ۴۶۷۸،
۵۸۸/۵، مشکوٰۃ، كتاب الصلوة، باب الاول، مرقم ۵۶۹، ۱۲۲/۵)

”بے اور کفر کے درمیان نماز کو چھوڑنا ہے۔“

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بے نمازی فریبِ کفر ہے یا اس کے کفر پر مہر ہے کا اندیشہ ہے بلکہ ترک نماز سے مراد نماز کا انکار ہے یعنی نماز کا منکر کا فر ہے۔ (مرآت السراج مشکوٰۃ، سنن ابی داؤد، كتاب الصلوة، مرقم ۴۶۷۸، ۵۸۸/۵)

”وہاں غلطی و تشبیہ سے مراد ترک نماز، اشارت است پر آنکہ ترک نماز صلوٰۃ نزدیک سے کافر گرد و نزد صاحبِ کلام کافر است و از بعض صحابہ نیز چنانچہ ہماری سنت ک نزدیک پر تکلیف سے مزید بعض علماء کہ شافعی مالک از ایشانند واجب است قتل دے اگر چه کافر نہ گرد و نزد حنفیہ واجب است نہ ب۔ جس دزدان قتل کے بگروا وہ نماز را

(الشفعة للمعان، كتاب الصلوة، باب الاول، ۲۸۰/۱)

یہ حدیث ترک نماز پر تعلیل و تشبیہ کے لئے اور اشارہ بتایا گیا ہے کہ ترک نماز کا کفر ہو جانے کے قریب ہے الفاظ کے ظاہری معنی لینے والے بے نماز کو کافر کہتے ہیں اور بعض صحابہ سے بھی ایسی چیزیں مروی ہیں جو تکفیر کے نزدیک ہیں اور بعض علماء کے نزدیک جن میں سے امام شافعی، امام مالک، حنفیہ فرماتے ہیں کہ بے نمازی اگرچہ کافر نہیں تاہم بے نمازی کو (بطور رمہ) قتل کرنا واجب ہے اور خفیوں کے نزدیک ترک نماز کو مار پیٹنے کا جائزہ دینا میں اس وقت تک قید رکھا جائے جب تک وہ نمازی نہ بن جائے۔“

اس حدیث اور اس کی شرح سے واضح ہوا کہ بے نمازی کافر نہیں ہوتا بلکہ ترک نماز پر اعتراض اور اصرار کا انکار کرنے والا کافر ہے اگر اس حدیث کے یہ معنی نہ لکے جائیں تو قرآن مجید کی آیت مبارک اِنَّ الْمَلٰٓئِکَہٗ لَا یُحْضَرُوْنَ اَنْ یُّشْرَکَ بِهِ وَ یُعْزَفَ مَا ذُوْنَ ذٰلِکَ لَیْسُنَّ

یٰٰسَآءَ اہل حضرت عبادہ بن صامت! اہل حدیث اور اسی طرح کی دوسری حدیثوں کے درمیان تقاریر اہل جمع ہوتا ہے پس ثابت ہوا کہ مومن کو ترک نماز کی وجہ سے مطلقاً کافر قرار دینا بائیدگی کی تحت غلطی اور بہت بڑی زیادتی ہے۔

خلاف سنت، رسمی، روایتی نماز پڑھنا

خدا جانے بائید اس سے کیا اور لیتے ہیں کہ اس کے تحت بچا کرے نماز پڑھنے والے مسلمانوں کو بھی نہیں جیسا گیا اور بڑی فراہمی کے ساتھ نمازی مسلمانوں پر بھی کفر کا فتویٰ علیٰ جزء دیا گیا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ ان عدائی فوجی اہل کے نزدیک جو مسلمان نماز میں ان کی سی حرکات نہیں کرتے یعنی نماز کی حالت میں ہاتھیں پھوڑ کر کے کھڑے نہیں ہوتے، پیادہ ان کی طرح اکڑ کر سینہ اٹھا کر رکعتوں پر ہاتھ نہیں رکھتے بیچ پا کر آئین نہیں کہنے، امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتے اور رفع یہ نہیں کرتے ان مسلمانوں پر بھی کفر کا فتویٰ لگا کر ان کا بتلا دیا گیا ہے۔

ماظن یہ تو فرمائیں کہ یہ لوگ اہل اسلام کو کافر ٹھہرانے میں کس قدر بے باک ہیں ان کے فتوے کی رو سے سرکارِ دہ عالم سلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ سے لے کر زمانہ حال تک مسلمانوں کی غالب اکثریت کافر قرار پاتی ہے مومنین، صالحین، علمائے کرام، ایمانے عظام مجتہدین مفسرین حدیثین صحابہ اور آئمان ہدایت کے ستاروں صماہ کرام عظیم الرضوان تک وہ لوگوں کے اس شیطان فتوئی کی زد میں آجاتے ہیں اور اگر آپ مزید غور فرمائیں تو آپ محسوس کر کے کانپ اٹھیں گے کہ ان کے فتوے کی زد (خاکِ جہنم) بائید (شیخ الحدیث رحمۃ اللعالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے) (نور اللہ فیہ) الاول (اتوۃ الاولیٰ علیہ السلام) اس لئے کہ اہلسنت وجماعت مقلی مسلمان جس طرح ہدیہ نماز پڑھتے ہیں اس کا سلسلہ علماء و مسلمانہ اند مجتہدین، مفسرین، محدثین، صحابہ و تابعین کے ذریعے صماہ کرام عظیم الرضوان تک پہنچتا ہے اور صماہ کرام نے برادرِ راست رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز پڑھنے کا طریقہ سیکھا یا یہ سمجھنے کے امتثال روایات کے تحت بعض علماء مجتہدین، رفع یہ نہیں کرتے آئین بائید کہنے اور فاتحہ خلف الامام کے کہنے کا مکمل ہیں مگر یہ مقلدین بائیدگی کی طرف سے کسی نے نہیں کہا کہ جو مسلمان رفع یہ نہیں کرتے، آئین بائید کہنے اور امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھتے وہ کافر ہے اور جمہور علمائے امت اور مجتہدین جو رفع یہ نہیں کرتے آئین بائید کہنے اور فاتحہ خلف الامام پڑھتے والوں کو ہرگز کافر قرار نہیں دیتے واصل یہ اختلاف فقہی، اجتہادی اور فہمی حیثیت رکھتا ہے اور فہمی، مالکی، شافعی اور حنبلی مسلمان اہلسنت اپنے اپنے امام مجتہد کی اتباع میں نماز پڑھتے اور رفع یہ اختلاف کی بناء پر ایک دوسرے کے خلاف بعض ممانہ اور تعصب یا دشمنی نہیں رکھتے اور نہ ہی ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہیں بلکہ نہایت غلیظ محبت کے ساتھ ایک دوسرے کے پیچھے نماز میں پڑھتے ہیں اور برادرِ اصل بھل کر تمام امور بجالاتے ہیں مگر نہایت غصوں کا مقام ہے کہ شرعاً تقلید بائید اپنے پیشوا ابن عبدالوہاب نجدی کی پیروی میں اپنے مختصر سے گرد و بار کے سوا دوسرے مسلمانوں کو مسلمان نہیں سمجھتا اور خانہ ساز آئین بائیدگی رد سے بات بات پر کفر و شرک کے فتوے دے دیتے سے باز نہیں رہتا۔ (نور اللہ فیہ) (نور اللہ فیہ) (نور اللہ فیہ)

مذہبی نماز پڑھنا

جماعت کی اجتماع کے بائید کہ مذہبی نماز پڑھنے والے پر کفر کا فتویٰ صادر کیا ہے یہ امر ان کے مذہب کا باطن کا آئینہ دار ہے اس سے ان کی مراد یہ ہے کہ مقلدین انصارِ جہنمی، شافعی، مالکی اور حنبلی مسلمان اہلسنت وجماعت کافر ہیں کہ فقہ حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ اور حنبلیہ کے مطابق نماز پڑھتے ہیں اب کوئی غیر مقلدین سے پوچھتے تو کہیں اگر مقلدین ان اربعہ مذہبی نماز پڑھتے ہیں تو کیا تم لوگ لا مذہب دینو تمہارا کوئی مذہب نہیں۔ آئی تم لوگ غیر مذہبی نماز پڑھتے ہو اگر امام مجتہد کا مقلد ہو ایک مذہب ہے تو غیر مقلد بھی ایک مذہب ہے اگر مقلدین حیثیت مقلد ہونے کے اپنے امام کی تقلید میں مذہبی نماز پڑھتے ہیں تو تم بھی عدم تقلید میں دم بھرنے کے باوجود اپنے امام کی تقلید میں مذہب غیر مقلدیت

کے تحت مذہبی نماز پڑھتے ہو پس اگر عقلمندین اپنے امام کی تقلید میں مذہبی نماز پڑھنے کی وجہ سے کافر سمجھتے ہیں تو بتاؤ تمہارے پاس اس کا کیا جواب ہے؟ اگر کوئی غیر عقلمند ہمت کر کے یہ کہے کہ ہم کسی امام کے عقلمند نہیں ہم حدیث کے مطابق نماز پڑھتے ہیں تو سمجھ لیجئے کہ یا تو وہ خود خود کو کہیں مبتلا ہے یا دوسروں کو خود کو دینا چاہتا ہے اس لئے کہ حدیث کی کتابوں میں ایک ایک امر کی مختلف اور بظاہر متضاد روایات پائی جاتی ہیں تو عمل بالحدیث کا معنی ایک امر کے متعلق مختلف یا متضاد روایات سے حدیث پر کیونکر عمل کرے گا ایک امر کے متعلق جب ایک وقت ایک ہی حدیث پر عمل کیا جاسکتا ہے نہ کہ سب حدیثوں پر پس جب معنی عمل بالحدیث ایک حدیث پر عمل کرتا ہے تو اس امر کے متعلق دوسری احادیث عمل سے رو جائیں گی اور اس کا دعویٰ باطل ہو جائے گا کیونکہ دعویٰ عمل بالحدیث کا ثبات تو یہ ہے کہ معنی کا عمل ہر حدیث پر نہ۔ مثلاً رفع یدین کے متعلق ایک روایت میں اثبات ہے:

عن سالم عن ابيه قال رایت رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا افتتح الصلوة رفع يديه حتى يحاذي منكبيه وقبل ان يركع واذا رفع من الركوع ولا يرفعا ما بين المنسجلتين

(صحيح مسلم، كتاب الصلوة باب استنباب رفع يدين حدوالغ)

”حضرت سالم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ نماز شروع فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے اور رکوع میں جانے سے پہلے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے بھی رفع یدین فرماتے اور ترجمہ کے درمیان ہاتھوں کو نہ اٹھاتے۔“

اور دوسری حدیث میں اس کی نفی ہے، امام نسائی نے روایت کیا:

حاصلنا سويد بن نصر ثنا عبد الله بن المبارك عن سفیان المي
آخر السند ولغظه فقام فرفع يديه اولى مرة ثم لم يعد قال

العلامة النجاشي التتوي في كشف المرب عن مسئلة دفع المبلين
ان اسناد النجاشي على شرط الشيبخين (حاشية مسلم ص ۱۶۸ ج ۱)

سنن دار فطنی، کتاب الصلوة، باب ذکر الکبیر، مرقم ۱۰۴۱۰، ۲۹۹۰۲

سنن ابی داؤد، کتاب الصلوة، باب رفع یدیه، مرقم ۷۴۲، (۲۲۵۰۲)

”مترجمہ: اسلواۃ الاسلام نماز کیلئے کھڑے ہونے پس آپ نے پہلی بار رنگینہ تحریر یہ کہتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو اٹھایا پھر نماز میں رکوع میں جاتے ہوئے یا رکوع سے اٹھتے ہوئے یا کسی دوسرے موقع پر رفع یدین نہ فرمایا اور تیسری روایت میں امام بخاری میں مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشہد اول سے اٹھتے ہوئے رفع یدین فرماتے تھے۔“

امام ترمذی شارح مسلم فرماتے ہیں:

وصحیح ابیہما من حدیث ابی حمید المساعدی رواہ ابو داؤد
والترمذی باسناد صحیحہ وقال ابو بکر بن المنذر
وابو علی الطبری من اصحابنا وبعض الحديث يستحب
ايضا في السجود (شرح صحيح مسلم ص ۱۶۸ ج ۱)

تشہد اول سے اٹھتے وقت رفع یدین کے ثبوت میں ابو حمید الساعدی سے بھی صحیح حدیث مروی ہے اس روایت کو ابو داؤد اور ترمذی نے صحیح استاد کے ساتھ روایت کیا ہے اور ہمارے اصحاب سے ابو بکر بن المنذر اور ابو علی لم یروا رضی اللہ عنہما ثبوت کا قول ہے کہ مجدد کے وقت رفع یدین کرنا بھی مستحب ہے۔

اور پھر اس کے برعکس دارقطنی نے حضرت براء بن خازم رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا:

رأى النبي صلى الله عليه وسلم حين افتتح الصلوة رفع يديه

حتى حاذي بهما اذنيه ثم لم يعد الي شتي عن ذلك حتى
فرغ من صلواته. (سنن دار فطنی، کتاب الصلاة، باب مکر التکبیر،
مرفق ۱۱۱۶، ۲۹۰)

”انہوں نے حضور علیہ السلام کو دیکھا جبکہ حضور نے نماز
شرعی کی تو ہاتھ اٹھاتے تھے کہ کانوں کے مقابل کر دینے پھر نماز
سے فارغ ہونے تک کسی وقت ہاتھ نہ اٹھاتے۔“

یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یرفع یدیه الا عند
الفتاح المصلوۃ ثم لا یعود شیء من ذلك (فتح القدير، ورفاقہ
شرح مشکوٰۃ)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف شریعت نماز میں ہاتھ اٹھاتے تھے
پھر کسی وقت نہ اٹھاتے تھے۔“

ما ظرین فیہ جاہداری کے ساتھ غور فرمائیں کہ بعض احادیث میں عکسہ تحریر یہ اور
روایت میں جاتے اور روایت سے اٹھتے ہوئے رفع یہ یاد کرنے اور بعض میں تشہید اذیل
سے اٹھتے ہوئے بھی رفع یہ یاد کرنے اور بعض میں دونوں تہجدوں کے درمیان رفع
یہ یاد کرنے کا بیان موجود ہے اور پھر بہت سی صحیح احادیث میں وارد ہے کہ سوائے عکسہ تحریر یہ
کے سوائے عالم علیہ السلام نے نماز سے فارغ ہونے تک کوئی رفع یہ یاد نہ فرمایا تو
اب بتایا جائے کہ جو شخص نہ بیٹ پر عمل کرے یا جہاں ہے اور کہتا ہے کہ میں نہ بیٹ کے مطابق
نماز پڑھتا ہوں، نہ صرف ایک رفع یہ یاد کرنے کے معاملہ میں ہی ان تمام مختلف احادیث پر کس
طرح عمل کرے، اس لئے کہ اگر اس نے صرف عکسہ تحریر یہ یاد کرے کہ وقت اور روایت میں جاتے اور
روایت سے اٹھتے ہوئے ہاتھ اٹھاتے ہیں کہ فیہ مقلدین، یا جہاں کا عمل ہے تو تشہید اول سے
اٹھتے ہوئے رفع یہ یاد کرنے کی حد بیٹ پر اور تہجدوں کے درمیان رفع یہ یاد کرنے کی حد بیٹ پر

عمل رہ جاتا ہے اور پھر اگر وہ ارشاد اول سے اٹھتے ہوئے اور تہجدوں کے درمیان بھی رفع
یہ یاد کرنے یعنی رفع یہ یاد کرنے اور ساری حدیثوں پر عمل کرتے ہوئے عکسہ تحریر یہ یاد روایت میں
جاتے اور روایت سے اٹھتے ہوئے تشہید اول سے اٹھتے وقت اور تہجدوں کے درمیان ہر جگہ
رفع یہ یاد کرنے کی تو پھر اس صورت میں بھی ان ساری احادیث پر عمل کرنا رہ جاتا ہے جن
میں مذکور ہے کہ حضور علیہ السلام نے سوائے عکسہ تحریر یہ یاد سے نماز سے فارغ ہونے
تک کسی جگہ رفع یہ یاد نہ فرمایا۔ مختصر یہ کہ رفع یہ یاد کرنے سے تو نفی کی حدیثوں کا مخالف
ہوتا ہے اور اگر نہیں کہتا تو اثبات والی روایات حدیث کے خلاف ہوتا ہے۔

یہ اگر رفع یہ یاد کرتے ہوئے کدھوں تک ہاتھ اٹھاتا ہے تو کانوں تک ہاتھ
اٹھانے والی حدیث کا تارک اور مخالف ہوتا ہے اور اگر کانوں تک ہاتھ اٹھائے تو کدھوں
تک ہاتھ اٹھانے والی حدیث ترک نہ جاتی ہے، رفع یہ یاد کرنے کے بعد قرأت ثلث الامام کے
مسلک کو لیتے تو یہاں بھی یہی صورت موجود ہے کہ امام کی اقتداء میں سورہ فاتحہ پڑھنے کے
ثبوت میں وہ روایات بھی آپ کو ملتی ہیں جن پر یہ مقلدین یاد کرتے اور عمل کرتے ہیں اور
ایسی روایات بھی موجود ہیں جن سے بچنے کے لئے یہ لوگ طرح طرح کے حیلے اور بہانے
تراشے نظر آتے ہیں۔ انقرض، عیان، محل، جامع بیٹ اس مسئلہ میں بھی ساری حدیثوں پر عمل
کر کے اپنی صداقت کا ثبوت پیش کرنے سے قاصر ہیں۔

عن عبادة بن الصامت يبلغ به النبي ﷺ لا صلوة لمن لم

يقراء بفاتحة الكتاب (صحيح مسلم، ج ۱، ص ۱۹۴)

”جو شخص سورہ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔“

عن ابي هريرة عن النبي صلي الله عليه وسلم قال من صلى

صلوة لم يقرأ فيها بأم القرآن فهي خداج لا ثلاثا غير تمام

فقليل لا يهي هزيمة انما تكون واد الامام فقال اقراء بها في

نفسك الحديث (مسلم ج ۱ ص ۱۹۹)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ منور مجی کریم علیہ السلام و التسلیم سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے نماز پڑھی اور اس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی تو اس کی نماز ناقص ہے، حقین مرید فرمایا۔ راوی کا بیان ہے کہ جب حضرت ابو ہریرہ نے یہ حدیث بیان کی تو ان سے کہا گیا کہ تم امام کے پیچھے نہ پڑھو، میں تو اس صورت میں ہم سورۃ فاتحہ کیونکر پڑھیں تو حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا سورۃ فاتحہ اپنے دل میں پڑھ لوں۔“

یہ اس کے برعکس ایسی روایات بھی بکثرت موجود ہیں جن سے بالوضاحت ثابت ہوتا ہے کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے۔

واخرج البيهقي عن ابي هريرة مرفوعاً كل صلوة لا يقرأ فيها باسم القرآن فهي خداج ألا صلوة خلف الإمام. (صحيح مسلم، كتاب الصلاة، رقم ۶، ملط آخر)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ منور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر سورۃ فاتحہ نہ پڑھی گئی ہو، تمام سے مکر امام کے پیچھے نہیں۔“

وعن ابن عباس مرفوعاً كل صلوة لا يقرأ فيها بفاتحة الكتاب فلا صلوة الا واء الإمام (سنن الكبرى للبيهقي، كتاب الصلاة، باب تعيين القراءة، رقم ۷۲۶۶، ۲/۹۸)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر سورۃ فاتحہ جس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ نماز نہیں ہوتی مگر امام کے پیچھے۔

اب اگر ہم عمل بالجہت امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے تو ان حدیثوں کا تارک اور مخالف سمجھتا ہے جس میں ممانعت ہے اور اگر نہیں پڑھتا تو یہ ظالم ان حدیثوں کے خلاف

ہوتا ہے، جن میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کی تاکید ہے۔

مسلم: آمین کے تلقین بھی مختلف روایات ملاحظہ ہوں۔

ابوداؤد میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قرأ ولا الضالين قال آمين ورفع يدا صوته. (أخرج العيني في النبابة، باب التبادر بعد العاقبة، ص ۲۴۸، مطبوعة مكتبة)

”منور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب ولا الضالین پڑھتے تو فرماتے آمین اور اپنی آواز کو اونچا فرماتے۔“

ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قال غير المغضوب عليهم ولا الضالين قال آمين حتى يسمعون اهل الصف الاول فيرتجح يدا صوته. (النبابة شرح الهداية، باب التبادر بعد العاقبة، ص ۲۴۹، مطبوعة مكتبة)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھتے تو فرماتے آمین حتیٰ کہ پہلی صف والے سُن لیتے پس آمین کی آواز سے مسجد کو گرج جاتی۔“

ابوداؤد و ترمذی، ابن شیبہ نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا:

قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم قراء غير المغضوب عليهم ولا الضالين فقال آمين وخفت به صوته. (جامع ترمذی، ج ۸، ص ۵۸، مطبوعة قديمي كنب خانه، كراشي)

”فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھتے سنا۔ جس آپ نے فرمایا آمین اور اپنی

آواز پست (آیت) ”کہی“۔

امام احمد، ابو داؤد، طحاوی، ابویعلیٰ موطی، ابوالخدیج، دارقطنی اور حاکم نے مستدرک میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، حاکم نے فرمایا اس کی سند نہایت صحیح ہے۔

عن وائل بن حجر أنه صلى مع النبي صلى الله عليه وسلم فلما بلغ غير المغضوب عليهم والضالين قال آمين واخفى بها صوته.

”حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، پس جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پر پڑھتے تو فرمایا آمین اور اپنی آواز پست رکھی“۔

محقق شرح بدایہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرمائی:

عن عمر بن الخطاب قال يخفى الإمام أربعة العوذ بسم الله الرحمن الرحيم آمين وربنا لك الحمد (الصلابة في شرح الهداية، باب البهر والإعفاء في التسمية، ص ١٢٦)

”حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا امام چار چیزیں کو پست کہے، عوذ باللہ، بسم اللہ، آمین اور ربنا لك الحمد“۔

اس کے علاوہ دیگر امور کے متعلق بھی مختلف روایات کتب احادیث میں بکثرت موجود ہیں۔

نمازِ پاشت

عن عائشة أنها قالت ما رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلّي سبحة الضحى قط وإنّي لأسبّحها وإن كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ليدع العمل وهو يحجب ان

يعمل به خشية ان يعصا به الناس فيفرض عليهم.

”حضور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کبھی بھی نمازِ پاشت پڑھتے نہیں دیکھا اور اس کے باوجود میں نمازِ پاشت پڑھتی ہوں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پسندیدہ اعمال کو اس خوف سے چھوڑ دیتے تھے کہ حضور کو وہ عمل کرتے دیکھ کر لوگ بھی وہ عمل کرنے لگیں تو کہیں وہ عمل ان پر فرض قرار نہ دیتے تھے کہ حضور کو وہ عمل کرتے دیکھ کر لوگ بھی وہ عمل کرنے لگیں تو کہیں وہ عمل ان پر فرض قرار نہ دیا جائے۔

اس کے متصل یہ روایت بھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی منقول ہے کہ حضرت یزید یعنی اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت معاذہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا کہ:

انها سألت عائشة سمع كان يصلي رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوة الضحى قالت اربع ركعات ويزيد ما شاء

(مصنوع، مسلم، باب استنباط صلاة الضحى، رقم ٧١٩، ١، ص ٢٦١)

”ابوہو نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نمازِ پاشت کی کتنی رکعت پڑھتے تھے؟ فرمایا چار رکعت اور جس قدر چاہتے اس سے زیادہ بھی پڑھ لیتے“۔

پہلی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی نمازِ پاشت پڑھتے نہیں دیکھا اور دوسری میں خود عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چار رکعت نمازِ پاشت پڑھتے تھے اور چاہتے تو زیادہ بھی پڑھتے اور کہتے:

عن عبدالرحمن بن ابي ليلى قال ما أخبرني أحد أنه رأى النبي

صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الضحیٰ الا اُم ہانی فانہا حدثت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل بیتنا یوم فتح مکة فصلى ثمان و تسعات. الحديث (صحيح مسلم، باب استحباب صلوة الضحی، مرقم ۲۲۶، ۱/۲۶۱)

”حضرت عبدالرحمان بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھ کو اُم ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ اُسی اور نے خبریں دی کہ اس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز پاشت پڑھتے دیکھا ہے حضرت اُم ہانی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن ان کے ساتھ تشریف لائے اور نماز پاشت کی آٹھ رکعت پڑھیں۔“

اس حدیث میں آٹھ رکعت کا ذکر ہے اور پھر ملاحظہ ہو:

عن ابي هريرة قال اوصاني خليلي بثلاث بصيام ثلاثة ايام من كل شهر و ركعتي الضحى وان اوتر قبل ان ارقد

(صحيح مسلم، باب استحباب الضحی، مرقم ۷۶۱، ۱/۲۶۲)

”مجھے میرے خلیل (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے تین باتوں کی وصیت فرمائی ایک یہ کہ ہر ماہ تین دن روز رکھا کروں، دوم یہ کہ نماز پاشت دو رکعت پڑھا کروں، سوم یہ کہ سونے سے پہلے نماز وتر پڑھا لیا کرو۔“

اس حدیث میں دو رکعت نماز پاشت کا حکم ہے۔

اور اب آپ کھڑے ہو کر کھانے پینے کے متعلق روایات ملاحظہ فرمائیں۔

عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ یفی ان یشرب الرجاء قائماً قال فقلنا فلا نکمل فقال ذاک اشراً او اخیث (صحيح مسلم، باب فی الشرب قائماً، مرقم ۲۰۲۴، ۱/۸۰۴)

”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی کھڑا ہو کر کچھ پیے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس پر ہم نے آپ سے کھڑے ہو کر کچھ کھانے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا یہ اس سے بھی زیادہ بُرا ہے یا فرمایا کہ یہ اس سے بھی زیادہ غیثت کا م ہے۔“

اور دوسری روایت میں ہے:

عن ابي سعيد الخدري ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم زجر عن الشرب قائماً (صحيح مسلم، باب فی الشرب قائماً، مرقم ۲۰۲۴، ۱/۸۰۴)

”حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پینے سے سختی کے ساتھ ڈانٹ کر روکا ہے۔“

اور اس کے بعد عس بخاری شریف میں ہے:

(ان علیاً) شرب قائماً فقلل راب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعل کما رأینونی فعلت (صحيح البخاری، باب الشرب

قائماً، ج ۲ ص ۸۰، مطبوعة قديمی کتب حله کراچی)

”حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر پیا اور فرمایا جس طرح تم نے مجھ کو کھڑے ہو کر پیتے دیکھا اسی طرح میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کھڑے ہو کر پیتے دیکھا ہے۔“

اب کوئی غیر متقدم یا ان کا کوئی حامی بتائے کہ مندرجہ بالا احادیث پر کوئی شخص کیونکر عمل کر سکتا ہے؟ اگر کوئی بلند آواز سے آمین کہے تو آواز سے آمین کہنے والی احادیث کے خلاف عمل ہوتا ہے اور آواز سے آمین کہنے بلند آواز سے آمین کہنے کی احادیث کی مخالفت

ہوتی ہے۔

نماز چاشت کے متعلق احادیث میں بظاہر اس قدر تشادہ واقع ہے کہ بعض روایات کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چار رکعت پڑھنا بعض سے آٹھ رکعت پڑھنا ثابت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کا ثبوت ملتا ہے اور ان سب کے برعکس پہلی روایت میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو میں نے نماز چاشت پڑھتے بھی دیکھا ہی نہیں۔ اب کوئی مانی کامل نماز چاشت کی حدیثوں پر اس طرح عمل کر کے دکھائے کہ کوئی حدیث عمل سے رو نہ جائے نیز مندرجہ بالا آخری روایات میں کھڑا ہو کر پینے سے منع تھا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہے تو کھڑے ہو کر پینا بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے علماء ثابت ہے پس بادی النظر میں اگر کوئی شخص کھڑا ہو کر پیتا ہے تو معاف کی حدیث کے خلاف اور اگر کھڑا ہو کر نہیں پیتا تو کھڑا ہو کر پینے والی حدیث کا مخالف ٹھہرتا ہے۔

پھر مقدمہ میں پیش نہیں ہو جاتا بلکہ نماز کے دیگر امور اور نماز کے مادہ و شرایط کے دیگر بہت سے امور میں بھی اسی طرح مختلف احادیث ہیں جن کے پیش نظر عمل بالجہد چاشت کا مذکورہ قدم پر بعض احادیث کا تارک و مخالف رہتا ہے اور اس طرح اس کا دوائے عمل بالجہد ہر امر افواء و باطل ٹھہرتا ہے۔

اگر کوئی وہابی بہت کر کے مقابلہ پر آئے تو فقیر صحاح ستہ و دیگر معتبر کتب احادیث سے ایسی بہت سی روایات حدیث حدیث پیش کرنے کو تیار ہے جن پر مدعیان عمل بالجہد ہر سے سے عامل ہی نہیں ہیں۔ نیز بہت سی ایسی روایات حدیث جن پر ان شیخ بے مہار و ہوش کا ایمان ہی نہیں ہے یہ خواریق الاسل اصل صحیح احادیث کے خلاف عقیدہ عمل رکھتے ہیں۔

نہ جہاں اس بحث کے نتیجے میں ثابت ہوا کہ عمل بالجہد چاشت کا کوئی مدعی کسی صورت تمام احادیث پر عامل ہونے کا قائل نہ ہو تو ثبوت پیش نہیں کر سکتا، خواہ کچھ بھی کر لے اگر اس کا عمل بعض احادیث کے موافق ہو گا تو بعض احادیث کا تارک یا مخالف نہ رہنے کا الغرض مدعی عمل

الجہد ایسی مشکل میں پھنس جاتا ہے کہ نجات کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ اس مشکل سے بچانے کے لئے رحمۃ الملائکین سرکارہ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين الحديث (مشکوٰۃ)

کتاب الايمان، باب الاعتصام، مرقم ۱۶۵، ۵۲/۱، سنن ابی داؤد،

مرقم ۵۶۰۷، ۱۲/۵، سنن الترمذی، مرقم ۲۶۰۶، ۴۲/۵، سنن ابن

محبہ، مرقم ۴۲، ۱۵/۱

”تم میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت پر عمل کرنا فرض ہے۔“

خیال رہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ملیمہ حدیثی فرمایا کہ تم میری حدیث پر عمل کرنا فرض ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ محبوب، دانا، غیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جانتے ہیں کہ احادیث پر عمل مانگن ہے۔ ملیمہ بنسنتی فرما کر امت کی مشکل حل فرمادی کہ میرے طریقہ اور خلفائے راشدین کے طریقہ کی پیروی اختیار کر، لیکن مسیبت یہ ہے کہ سلماء اعلام، مانی عمل بالجہد اور عمل البتہ کے فرق کو نہیں سمجھتے، یہی وجہ ہے کہ فرمان نبوی ملیمہ بنسنتی کے تارک ہو کر عمل بالجہد کے ذمہ میں گرفتار ہو گئے اور اس کی پاداش میں نہراط مستقیم سے ہٹ کر سواواظظم سے کٹ گئے اور صدق من شدہ شدہ فی النار جہنم کے مستحق بن چکے ہیں، پھر اس کے باوجود جس طرح ایک یوانہ خود کو فرزانہ امر ساری دنیا کو یوانہ سمجھتا ہے۔ خود یہی اسی طرح یہ لوگ راد سے تنگہ دوتے دوتے کے باوجود خود کو راد پر قائم مسلمانوں کو گمراہ سمجھ رہے ہیں۔ خود انہی میں تارک

مترہ تعالیٰ بفضل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقلدین انہر اور ہر اہلسنت و جماعت اپنے امام کی تقلید کرتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد ملیمہ بنسنتی ویرہ انکلاہ راشدین پر عامل اور نہراط مستقیم پر قاصر ہیں کہ انہی پیغمبرین پیغمبر الرضوان نے قرآن و حدیث کی تعلیمات اور خلفائے راشدین پیغمبر الرضوان کے عمل و ارشادات کی روشنی میں خدا وادھتہ فی الدین کی بدولت ہم بظراست کے ساتھ خدا خدا رسول خدا کے مطابق مسائل

شریعت متعین و مرتبہ فرما کر دستِ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو امتِ موجودہ کے لئے واضح فرما دیا۔ مفسرین، محدثین، شارحین حدیث بلند پایہ علمائے حق اور اولیاء اللہ نے ائمہ مجتہدین کی تحقیق و تفتق پر مکمل اعتماد کرتے ہوئے ان کی تقلید کو اختیار کیا اور ان کی اتباع میں تمام مسلمان ائمہ اربعہ کے مقلدین بن گئے اور اس طرح تقلید ائمہ مجتہدین پر اجماعِ امت قائم ہو گیا۔

چنانچہ سلفِ صالحین کی طرح آج بھی ساری دنیا میں جمہور علمائے حق اور مسلمان تقلید پر عمل پیرا ہیں لیکن تہذیب کا مقام ہے کہ تقابلیں نہیں مقلد و مقلدین کی تقابلیں اور محدثین کی متبہ کردہ کتب حدیث و شارحین حدیث کی عبارتوں کو مانتے جھٹکتے تو درکنار صحیح طور سے پڑھ لینے کی قابلیت بھی نہیں رکھتے، بڑی بے باکی کے ساتھ ائمہ مجتہدین پر زبانِ طعن دراز کرتے اور ان کی شانِ رفیع میں درجہ ذہنی کی جاسارت کرتے ہیں اور ستم بالائے ستم یہ کہ مقلدین ائمہ اربعہ، مفسرین، محدثین، علمائے کرام، اولیاء و عظام اور تمام مسلمان امت کو مشرک اور خلاف سنت، رعی، روافی اور مذہبی نماز پڑھنے والے کہہ کر کافر قرار دینے سے نہیں شرماتے۔ حالانکہ ان کی اپنی جانست یہ ہے کہ تعلیماتِ قرآن و حدیث سے بے بہرہ اور جہلِ مرکب میں گرفتار ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد تو یہ ہے کہ:

اَتَّبِعُوا السُّنَّةَ الْاَوْفٰى مِنْ سُنَّةِ مُحَمَّدٍ فِي الْمَادِ الْمَذْكُوْرَةِ كِتَابٍ

الایمان، باب الاعتصام، مرقم ۱۷۴، ۱۰۰/۱

”وہ اپنا منظم دامت کی بڑی ہمت کی اتباع کر، بلاشبہ جو وہ اپنا منظم

سے ملیدہ دوا اسے ملیدہ دکر کے جنم میں ڈال دیا جائے گا“۔

گر کسی قدر دورِ دلیر چس، چہرہ میان محلِ جلد ہیٹ، اکثر ان بے بہار و بانی کی سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واضح ارشاد کی خلاف ورزی کرتے ہوئے نہ صرف یہ کہ سواِ اعظم سے ملیدہ دو گئے خود سواِ اعظم کی کوشش کافر قرار دے رہے ہیں۔ فی الواقع!

سے جلیباز، ہر چہ خواہی کن

کعبۃ اللہ کے سوا بغداد اور غیرہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا

مسلمانانِ اہلسنت و جماعت کو یہ صورتِ زبردستی شرک و کافر ٹھہرانے کی خاطر مابنی کس قدر بے یقین، بے قدر اور بے ایمان؟ یا ان کے اس پیوہ و دھوٹے سے غلاب ہے۔ دیکھئے تو یہی کس کس طرح بھارتے ماکردہ گناہی مسلمانوں پر بے بنیاد تہمت تراش کر انہیں کافر ٹھہرایا گیا ہے۔ مابہرہ کا شاہکار کارنامہ ان کی غایت و مشامت اور ان کے غارتی الاصل ہونے کا منہ پوتا ثبوت ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ کوئی مسلمان کعبۃ اللہ کے سوا بغداد اور غیرہ کی طرف منہ کر کے نماز نہیں پڑھتا۔ مسلمان جانتا ہے کہ کعبۃ اللہ کی جانب منہ کر کے نماز پڑھنا فرض ہے۔ یہ کہ کعبۃ اللہ کی طرف منہ نہ کرنے سے تائز نہیں ہوتی۔ ان کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نوحہ اراہل نے صلوٰۃ، غوثیہ کو ناستہ بنانے کی کوشش کی ہے معلوم نہیں کہ یہ کوشش غرض و بانی صلوٰۃ غوثیہ کی اصلاح سے ہے غرضی و جہالت کے باعث معاف کا شمار جس کی بحیث باطن کی وجہ سے صلوٰۃ غوثیہ کے اصطلاحی نام پر عوام کو غلط اثر دے کر شوقِ تحقیق پورا کرنا چاہتے ہیں۔

یہ حالِ حقیر، اظہارِ حقیقت کے لئے صلوٰۃ غوثیہ کی کیفیت اور ترکیب لکھ کر اس بات کا فیصلہ منصف مزاج قارئین پر چھوڑتا ہے کہ بانی صاحبانِ فتوائے نضر صادر کرنے میں کہاں تک حق بجانب ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک ماجنا صحابی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

اَنْ تَعَالِيَنِي فَقَالَ اِنَّ شَنْتَ دَعُوْثٌ وَاَنْ شَنْتَ صَبُوْثٌ فَيُوْ خَيْرٌ

لَكَ قَالَ فَاَدْعُهُ قَالَ فَاَمَرَهُ اَنْ يَنْوَضَّاءَ لِيَسْتَحْسِنَ الْمَوْضُوْءَ

وَيَسْلَعُوْا بَيْنَهُمَا الدَّعَاءَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتُوْبُكَ اَللّٰهُمَّ

بِسْمِیْكَ مُحَمَّدٌ نَبِیُّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ حُوْجْتُ بِكَ اِلَیْ

رأى ليقضى لي في حاجتي هذه اللهم فشفعه في (مذكورة،

باب جامع الدعاء، ۱/ ۴۶۴، جامع الترمذی، مرقم ۴۰۸/ ۴، ۲۵۷۴، ۴۰۸/ ۴،

سنن ابن ماجہ، مرقم ۱۲۷۵، ۲/ ۱۷۲، ابن خزیمہ، باب صلاة

التَّوْبَةِ وَالتَّوْبَةِ، ۱/ ۶۰، التَّوْبَةِ، ۱۲۸/ ۴، المعجم الکبیر،

مرقم ۲۰/ ۹، ۷۲۱) وَلَفْظُ التَّوْبَةِ فِي قِطَاعٍ وَابْتَصَرَ

”یا رسول اللہ میرے لئے اللہ سے دعا فرمائیے کہ وہ مجھے بیانی عطا

فرمائے، آپ نے فرمایا اگر تو چاہے تو میں دعا کروں اور اگر تو چاہے تو

(اپنی ماجیانی پر) میرے حق میں بہتر ہے، تو اس نے عرض

کی یا رسول اللہ آپ دعا فرمائیں پس آپ نے اسے حکم فرمایا بہت

اچھی طرح دھوکہ اور یہ دعا مانگ۔ اے اللہ! میں تجھ سے سوال

کرتا ہوں اور میری طرف متوجہ نہ ہوں، میرے نبی محمدؐ بھی اہل حق

کے وسیلے سے، یا رسول اللہ! میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی

طرف اس لئے متوجہ ہوں کہ اللہ آپ کے صدقے میں میری اس

حاجت کو پورا فرمائے۔ یا اللہ تو ان کی شفاعت میرے حق میں قبول

فرما۔ بلکہ ان کی راہ امت میں ہے وہ دعا دینا یہ دعا مانگ کر اٹھا تو اس کی

آکھیں روشن ہو چکی تھیں“۔

حدیث شریفہ: اِنِّیْ مُعْتَمِدٌ عَلَیْ سَیِّدِ عِثَانَ بْنِ حَنِیْفٍ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک شخص کو حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی حاجت روا کرانی تھی۔ مگر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی طرف ملتفت نہ ہوتے تھے۔ وہ شخص حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور حاجت روائی کی توجیز پوچھی، حضرت عثمان بن حنیف نے فرمایا تو دھوکہ کے مسجد میں جا اور دو رکعت نماز پڑھا اور کہو:

اللّٰہُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاهُوَ جَدُّکَ الْبَکَّ نَبِیَّکَ مُحَمَّدٌ نَبِیُّ الرَّحْمَةِ

بِاسْمِکَ اَتِیْیَ تَوَجَّہْتُ بِکَ اِلَیْ رَبِّیْ لَیْقَضِیَ لِیْ فِیْ حَاجَتِیْ

ہٰذَا اَللّٰہُمَّ فَشَفِّعْنِیْ فِیْ۔

اور اپنی حاجت بیان کر اس نے اسی طرح عمل کیا اور حضرت امیر المومنین رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے درود سے پر حاشہ ہوا۔ وہاں نے آگے بڑھ کر استقبال کیا اور تقسیم و تکسیم کے

ساتھ اندر لے آیا، امیر المومنین عثمان نے اس کو اپنے فرش خاص پر بٹھایا اور پوچھا تمہاری

حاجت کیا ہے؟ اس نے حاجت عرض کی۔ آپ نے حاجت روا فرمائی، پھر اس شخص نے یہ

معاملہ حضرت عثمان بن حنیف سے بیان کیا انہوں نے کہا! رسول اللہ ﷺ نے ایک ماجیانی کو

یہ دعا تعلیم فرمائی تھی تو اس ارشاد نبوی پر عمل کرتے ہوئے یہ دعائیں نے تم کو بتائی ورنہ میں

نے تمہاری حاجت کوئی نفاش نہیں کی ہے۔

امداد چٹ سے معلوم ہوا کہ تشنائے حاجات کے لئے دو رکعت نماز نقل ادا کرنا

مقبولان بارگاہ رب العزت کے وسیلے سے دعا مانگنا اور محبوبان الہی کو سیدہ خطاب ہداء

کر کے ان سے توسل کرنا سنت اور وہ جب فتحیاب اجابت ہے (مسئلہ توسل ہداء

و استغاثہ اور استمداد کی مکمل تحقیق نہیں فقیر کی تالیف توبہ الایمان میں دیکھئے) پس فرمان

نبوی و سنت صحابہ کے مطابق نائب رسول انصیین حضور غوث انصیین سیدنا شیخ عبدالقادر

جیلانی علیہ الرحمۃ نے تشنائے حاجات کے لئے فرمودہ ان توحید کو مخاطب فرماتے ہوئے

ارشاد فرمایا:

مَنْ اسْتَغَاثَ بِیْ فِیْ کُرْبَیْہِ کَشَفْتُ عَنْہُ وَمَنْ نَادَیْ بِاسْمِیْ فِیْ

ثَلَاثَۃِ فَرَجْتُ عَنْہُ وَمَنْ تَوَسَّلَ بِیْ اِلَیَّ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ حَاجَۃِ

قَضَیْتُ لَہُ وَمَنْ صَلَّیْ رُکْعَتَیْنِ بِقَرَأَ فِیْ کُلِّ رُکْعَۃِ بَعْدَ

الْفَاتِحَۃِ سُوْرَۃِ الْاٰخِلَاصِ اَحَدِیْ عَشْرَۃَ مَرَّۃً ثُمَّ یَصَلِّیْ عَلَیْ

رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ بَعْدَ السَّلَامِ وَیَسَلِّمُ عَلَیْہِ ثُمَّ

یَخْطُوْ اِلَیَّ جِیۃَ الْعَرَاۃِ اَحَدِیْ عَشْرَۃَ حَفْظُوْۃً یَذْکُرُ فِیْہَا اِسْمِیْ

کرنا مذکور ہے، اگر وہ بے حیثیت کے شہیت ٹوٹی کی زو سے تجدد بھیجے اللہ مطلقاً شرک نہ کہے ہے تو خود فرما لینے کہ شرک نہ کہے فرشتوں پر حضرت یاقوب علیہ السلام، ہر اور ان یوسف، حضرت یوسف علیہ اور خود اللہ تعالیٰ پر بھی عائد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجدد بھیجے اللہ کا حکم فرمایا۔ ملائکہ نے غیر اللہ آدم علیہ السلام کو تجدد کیا۔ حضرت یاقوب علیہ السلام اور ہر اور ان یوسف نے حضرت یوسف علیہ السلام کو تجدد کیا اور یوسف علیہ السلام اس پر راضی ہوئے۔ پس اگر ہم اپنی دلوں اپنے دعوئی میں بیچے ہیں تو ذرا تہمت کر کے حضرت یاقوب ہر اور ان یوسف پر فرشتوں پر اور اللہ تعالیٰ پر بھی شرک نہ کہے کا فتویٰ لگا کر شائع کریں۔

نیز بتائیں کہ آیا قرآن مجید میں بھی شرک نہ کہے بھرا ہے؟ اگر نہیں اور ہر گز نہیں تو پھر اپنی اطلاعی، سفارت و جہانت اور شہادت پر قائم کریں اور اپنی تہمتیں۔

یہ امر محال ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی کسی مخلوق کو اپنا شریک ٹھہرائے نہ کہہ فرمائے اگرچہ پھر اسے کبھی منوع بھی فرمائے یعنی شرک ہر زمان اور ہر حال میں شرک ہی ہے اور کسی طرح کے لئے جائز نہیں ہوتا یہ بھی محال ہے کہ ملائکہ، انبیاء، پیغمبر اسلام میں سے کوئی کسی کو ایک آن کے لئے بھی شریک خدا بنائے یا اسے رہا ٹھہرائے جس سے یہ مابین کی گمراہی کا ہی کرشمہ ہے کہ وہ تجدد تعظیماً کو شرک نہ کہے اور دیگر ملائکہ، انبیاء، پیغمبر اسلام اور اللہ تعالیٰ کو بھی شرک نہ کہے۔ کافر ٹھہراتے ہیں۔ خود ہاں من ذالک لا حول ولا قوۃ الا للہ العظیم۔

وہابیہ پر اتمام حجت اور انبیاء حق کے لئے قرآن مجید کے بعد فقیر ابوالحسن قادری ایسی چند احادیث درج کرتا ہے جن سے واضح ہوتا ہے کہ تجدد تنہی (تعظیماً) بھیجے اللہ شرک نہ کہے نہیں بلکہ شریعت محمدی علی سادہا الصلوٰۃ والسلام میں حرام ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اهل بیت من الانصار لہم جمل سینون علیہ وانہ استصحب

علیہم، فلذکر القصة المی قولہ فلما نظر الجمل المی رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم، عن ساجداً بین یدیه فقال لہ اصحابہ

یا رسول ہلہم بقیعة لاتعقل تسجد لک ونحن نعقل فنحن احق ان تسجد لک قال لا یصلح ان یسجد لیس ولو صلح ان یسجد بشر بشر لیسوا لوفات المرافة ان یسجد لزوجنا من عظیم حقہ علیہا عن عبد اللہ الساسنی مختصر (دلائل النبوة لآمی نعیم، الفصل الثامن عشر ۲۷۰/۲۸۷، مجمع الزوائد باب فی معنیات، ص ۱۵۲، ۱۵۳، ۲۹۹، المستدرک ۱۶۶۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳) امام ترمذی علیہ السلام نے فرمایا اس حدیث کی تصحیح ہے ہر اس کے راویوں کا صحیح ہے۔

یعنی انصار میں ایک گھر کا آپ کش کا امانت چڑھ گیا کسی کو پاس نہ آنے دیتا، یحییٰ اور کعبہ پر پاس نہ دیتے، انہوں نے بارگاہ رسالت میں امانت کی شکایت کی، منہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صواب سے فرمایا چلو۔ بارگاہ میں تشریف فرما نہ آئے۔ امانت باز لے کئے کی طرح ہو گیا ہے، مبادا تملک کر دے۔ فرمایا ہمیں اس کا اندیشہ نہیں۔ امانت حضور کو دیکھ کر آپ کی طرف چلا اور قرآن آپ حضور کیلئے حیدر سے میں گرا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے ماتھے کے بال کا کڑکا کام میں دیر لیا۔ وہ بکری کی طرح ہو گیا۔ صواب نے عرض کی یا رسول اللہ یہ بے عقل چوپا یہ دیکھ کر آپ کو تجدد کرتا ہے۔ ہم تو ذی عقل ہیں۔ ہم زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کو تجدد کریں۔ آپ نے فرمایا، آدمی کو لاکھ نہیں کسی آدمی کو تجدد کرے۔ رشتہ میں عورت کو حکم فرماتا کہ وہ اپنے شوہر کو تجدد کرے، یہی پر خاندان عظیم حق ہونے کی وجہ ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

دخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حائظاً لانتصار ومعة ابوبکر

ﷺ کے لئے عہد و عبادت کرنے کی خواہش کی تھی۔ اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے براہ راست تعلیم فیض پانے والا صحابہ کرام تو حیدرِ مشرک کی حقیقت ان معبودوں اور وہ بھی خود نبی سے کیونکر متصور ہے؟ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب میں یہی فرمایا کہ ایسا نہ کرو۔ یہ نہ فرمایا کہ تم عبادت غیر اللہ کی درخواست کرو کہ کافر بنو گئے، تمہاری عورتیں نکاح سے نقل ہو گئیں، تو بکرہ۔ وہ بارہ اسلام لاؤ۔ پھر عورتیں رضا مند ہوں تو ان سے تمہارے نکاح کرو۔ اس لئے کہ کوئی مسلمان عہد و عبادت جائز جان کر مسلمان نہیں رہتا، نفرتِ حقیقی کی خواہش کا اظہار بھی کرتے ہیں تو لا محالہ ماننا پڑے گا کہ صحابہ کرام نے عہد و تعلیم ہی کی اجازت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے چاہی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اجازت نہ دیکر اس کی حرمیت واضح فرمادی۔

قرآن و حدیث سے ثابت ہوا کہ غیر اللہ کے لئے عہد و عبادت شرک، نفاق و شریعت محمدؐ میں عہد و تعلیم حرام اور گناہ و کفر کا باعث ہے، عہد و تعلیم اللہ کے، اقول کسی کے لئے بھی نیا جائے، کوئی بھی کرنے حرام ہے، اس پر حکم شرک، نفاق کا، ہمارے کی حتم ظریفی ہے کہ مرتبہ حرام کافر نہیں ہوتا۔

غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا

اس سے ہمارے کی مراد یہ ہے کہ مسلمانانِ اہلسنت و جماعت جو حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ، حنبلیہ، احمدیہ، دیگر ادیانہ، یا اپنے سنیہ، اہلِ قریب، عام فوٹ شدہ مسلمانوں کو ایسا ہیالِ ثواب کے لئے جانور ذبح کر کے گوشت تقسیم کرتے یا طعام پکا کر خیرات کرتے ہیں وہ غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتے ہیں اس لئے مشرک و کافر ہیں۔

یہ بھی ہمارے مسلمانوں پر بہتانِ عظیم ہے، یہ لوگ جب معمول اس بات کے عادی تھے کہ مسلمانوں پر بے جا دلائل و تراش کر شرک و نفاق کے فتوے لگاتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ کوئی مسلمان غیر اللہ کے نام پر ذبح نہیں کرتا، خواہ دوسرا بھائی ہو

خدمتِ عالیہ میں یہ ایسا ہیالِ ثواب کے لئے قسم غیورین شریفیت کا انتہام کرنا یا دیگر ادیانہ، شہداء، ائمہ، اقربا کو ایسا ہیالِ ثواب کے لئے قاتلہ و مہار کا بندہ بننا۔ مسلمان جب کوئی جانور ذبح کرتا ہے تو بسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کر اللہ ہی کے نام پر ذبح کرتا ہے، کوئی مسلمان بسمِ ثواب، بسمِ حاکمین یا بسمِ عین الدین نہیں پڑھتا، نہ کہہ کر یا کسی مزین و رشتہ دار کا نام ہے کہ بکرہ، بچہ نہیں کرتا، ہمارے مسلمانوں پر الزام تراشی، بہتان طرازی کا بہانہ یا تھکا آبا ہے کہ جو مسلمان تیار رہیں شریف یا دیگر ادیانہ، شہداء کو ایسا ہیالِ ثواب کا انتہام کرتے ہیں وہ روزِ مردہ کے عام ناداروں کے تحت یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ بکرا گیارہویں کے لئے ہے، امام حسین کی نیاز کا ہے، فلاں، ملی اللہ کے لئے ہے، یا فلاں کی فاتحہ کے لئے ہے، اور ہمارے محبت پکا رائے ہیں کہ دیکھو نبیؐ کو اللہ کے لئے تو کہتے نہیں غیر اللہ کے لئے کہہ کر مشرک بنے ہیں، یہ اداں اتنا نہیں سمجھتے کہ ایسا ہیالِ ثواب، اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں کیا جاسکتا، بھلا اللہ تعالیٰ کو ثواب پہنچانے کی کیا شائد ہے؟ اللہ تعالیٰ تو ثواب دیتے والا ہے۔

ایسا ہیالِ ثواب ہوتا ہی مخلوق کے لئے ہے، اس کے علاوہ ان کو ذبح مغزوں سے پوچھنا چاہئے کہ آیا تم لوگ آسور و زمرہ میں اللہ تعالیٰ کا نام لیتے ہو مثلاً جب کوئی ہمارے اپنے بیٹے کے عقیقہ کے لئے بکرا لائے یا کسی مہمان کے لئے مرٹ یا کوئی اور جانور ذبح کرے یا کسی دوست کے لئے طعام تیار کرے تو وہ بھی یہی کہتا ہے کہ بکرا بیٹے کے لئے ہے یا مرٹ یا جانور مہمان کے لئے ذبح کرتا ہوں۔ یہ کھانا فلاں دوست کے لئے تیار کر رہا ہوں۔ تو بتایا جائے کہ یہ ہمارے مشرک و کافر تھے۔ یہ ہیں یا نہیں؟

نیز اس سے یہ بھی پوچھنا چاہئے کہ قصاب جو روزِ مردہ بکرے، مینڈھے، گائے اور غنم وغیرہ جانور ذبح کرتے ہیں اور ہم یہ گوشت لے کر پکارتے کھاتے ہو تو تاؤ کا حال کھاتے ہو یا حرام؟ کہ قصاب اللہ کے لئے نہیں بلکہ گوشت بیچنے کیلئے ذبح کرتے ہیں۔

جاننا چاہئے کہ دراصل یہ روزِ مردہ کے نام رات ہیں، نجدی، ہمارے اپنی کچھ نہیں یا ضد

مقصود کی بنا پر ان فتاویٰ و احکامات کی آڑ میں خود ان کو مسلمانوں کو مشرک و کافر ٹھہراتے ہیں اور چونکہ تعلیمات قرآن و حدیث سے بے ہم و ہم در ہیں اس لئے آج ہمارے ہمارے اہل بہ لغیر اللہ کا صحیح مطلب سمجھنے سے قاصر ہیں، حسب فرمان سرکار دہ عالم علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرمایا:

يَقْرُونَ الْقُرْآنَ لَا يَجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمُ الْحَدِيثَ (بخاری)

”لوگ قرآن مجید پڑھیں گے لیکن قرآن مجید ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، یعنی حرف قرآن ان کی زبانوں تک نہیں اتریں گے۔ قرآن نیکو کا کچھ بھی اثر ان کے دلوں تک نہیں پہنچے گا۔“

آج ہمارے ہمارے اہل بہ لغیر اللہ کا مطلب یہ ہے کہ جس ذبیحہ پر ذبح کرتے وقت بسم اللہ - اللہ اکبر کہے جائے غیر اللہ کا نام لیا جائے، و حرام ہے، جیسے کہ مشرکین عرب یا نور ذبح کرتے وقت بسم اہل یا بسم الہی نہیں دیکھتے تھے۔ پس اگر ذبح کرنے سے پہلے یا بعد عرفانوں کہے کہ یا کرام یا اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ہے، یا غیاثیوں شریف کیلئے، یا غاں، ولی اللہ کے لئے، لڑکے کے حقیقتہ کے لئے، لڑکی کی شادی کے لئے یا مہمان کے لئے ہے، لیکن ذبح کرتے وقت بسم اللہ - اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرتا ہے، تو قرآن و حدیث کی رو سے نہ وہ ذبیحہ حرام ہوگا اور نہ ذبح کافر مشرک ٹھہرے گا۔

حضرت ذہب بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

هو بسنة من رواه فليدفع باسم الله اى قالاً باسم الله، هذا

هو الصحيح فى معناه (شرح مسلم عن ۱۰۰۲ ج ۲)

”حنوف رعایہ اصولوۃ، اسلام کا ارشاد اس روایت کے معنی میں ہے کہ آپ نے فرمایا - اللہ کے نام سے ذبح کیا جائے بسم اللہ کہتے ہوئے ذبح کیا جائے اور یہی معنی صحیح ہے۔“

اور اگر ہمارے ان گھڑت معنی صحیح سمجھ لئے جائیں تو نعوذ باللہ، تمام مسلمان، علماء

ادایا، مفسرین، محدثین، تاج العین، تابعین اور صاحب کرام عظیم الرشوان تک مشرک و کافر ٹھہرے ہیں، حتیٰ کہ دغا کہ بدین ہمارے سرکار دہ عالم علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک نجدی ہمارے سرکار دہ عالم علی کی زد پر پڑتی ہے۔

طوائف سے منجھ کی خاطر صرف چند احادیث پیش خدمت کرتا ہوں۔

حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے:

فَانْطَلَقْتُ الْيَوْمَ اَعْتَرِ اَيُّهَا اسْمُ فَاذْ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مسلم عن ۸۴ ج ۲، کتاب الأصحیہ)

”حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں پس میں بکریوں کے باڑے کی طرف گیا تاکہ میں ان میں سے کوئی موٹی تازی (قرپ) بکری منتخب کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ذبح کروں۔“

عن جابر قال خرج رسول الله ﷺ واننا معه فدخل علي امرأة من الأنصار فذبحت له شاة فاكلوا واثنت بقنا من وطب فاكل منه الحديث (ترمذی عن ۱۰۱۲ ج ۱، کتاب الأصحیہ)

”حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ربانہ اصولوۃ، اسلام راہ نہ دوئے اور میں آپ کے ہمراہ تھا، حضور ربانہ اصولوۃ، اسلام انصار میں سے ایک خاتون کے ہاں تشریف فرما ہوئے، پس اس مسافر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے بکری ذبح کی، حضور ربانہ اصولوۃ، اسلام نے گوشت کھایا اور اس خاتون نے ارکام رسالت مآب میں تازہ چنی دوئی کھجوروں کا طبق بکھڑکایا، حضور ربانہ اصولوۃ، اسلام نے اس میں سے کچھ کھجوریں بھی تناول فرمائیں۔“

عن سعد بن عبادہ انه قال يا رسول الله ان ام سعد ماتت فاني

الصلوة الفضل قال السماء فحقر بيو وقال هلله لأم سعد (سنن
اسی ماورد، کتاب الزکاة، باب فی فضل سعی الماء مرقم ۱۶۸۰،
عن ۲۴۸، سنن النسائی، کتاب الوضوء، باب فضل الحصة عن الميت،
مرقم ۲۶۵۴، ۲۵۵۴، سنن ابن ماجه، کتاب الاطیاب، باب فضل صدقة
الماء مرقم ۲۱۸۴)

”حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں
نے عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے (ایسا ہی
ثواب کیلئے) صدقہ میں کوئی چیز افضل ہے؟“ حضور ﷺ نے فرمایا!
پانی۔ پس حضرت سعد نے ان کو کھودا اور فرمایا یہ کنواں اُمّ سعد کے
لئے ہے۔

عن انس بن مالک قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یفتش بکبشین وانا اضحی بکبشین۔ (اصحیح البیہقی، کتاب
الاصحی، باب صلیۃ النبی ﷺ، ۲/۸۲۲)

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (قرپانی میں) دو مینڈھے ذبح فرمایا کرتے
تھے اور میں بھی (قرپانی میں) دو مینڈھے ذبح کیا کرتا ہوں۔“

اس کی شہادت میں حاشیہ پر مرقوم ہے:

قال بعض العلماء کان احدهما عن نفسه المعظمة عند الله
تعالى والاخر عن امته فمن لم يوضح وينبغي للاهله ان يوضحوا
كبشین احدهما لنفسه والاخر لرسول الله صلی اللہ علیہ
وسلم (حاسبہ صلیح سناری عن ۸۲۲ ج ۲)

”بعض علما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک

مینڈھا اپنی طرف سے قرپان کیا کرتے تھے اور دوسرا مینڈھا اپنے
ان بیٹوں کی طرف سے جو قرپانی نہیں دے سکتے (یعنی امت کے
ان غرباء کی طرف سے اور امت کو پانے کی امتی ایک مینڈھا اپنے
لئے ذبح کیا کریں اور دوسرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے۔“

آمان ہدایت کے ستارے حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے موتی کی بڑی بکری ذبح کیا، ثاقبوں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے بکری ذبح کی، حضور علیہ السلام نے ان
دونوں کی بوجہ بکریوں کا گوشت قائل فرمایا، حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی
رسول نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد پر اپنی والدہ کو ایسا ہی ثواب کے لئے کنواں
کھودا دیا اور اس کا نام بی اُمّ سعد رکھا، یعنی سعد کی ماں کا کنواں اور اس کو پانی کا پانی صحابہ
کرام کرام بہیم الرضوان پیتے رہے، تابعین، تبع تابعین، مفسرین، محدثین، علماء اہل اہل عام
مسلمان اس کو پانی کا پانی پیتے رہے۔ آج تک وہ کنواں موجود ہے اور خوش نصیب مسلمان
اس کا مبارک پانی پی رہے ہیں۔ صحابہ اور مسلمان امت کا معمول ہے کہ قرپانی کا ایک جانور
اپنے لئے ذبح کرتے ہیں اور ایک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ذبح کرتے
ہیں تو کیا قول، مینڈھے سب مشرک کافر ہونے؟ خود باطنی بغوات الوہاب۔

ثابت ہوا کہ کسی چیز پر فیہ اللہ کا نام لے کر یہ کچھ دینے سے کہ یہ چیز فلاں کے لئے
ہے وہ چیز حرام نہیں ہو جاتی اور نہ مشرک یا کفری عامل ہوتا ہے، ان احادیث سے واضح ہوا کہ
مینڈھے کے ایسے تمام فائدہ مند مرد و عورت باطل ہیں، یہ خوارق الاصل، یہ مبارک ماحاصل پر مجبور
اللہ کا غلط مطلب نکالتے ہیں۔ تحریف قرآن کے مجرم ہیں۔

وما اهل به لعنہ اللہ کا صحیح مطلب

یہ ہے وہ جانور حرام ہے جو فیہ خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو جس جانور پر وقت ذبح
فیہ خدا کا نام لیا جائے خود تو ایسا خدا کے نام کے ساتھ صحت سے لاعلم و حرام ہے اور نام

خدا کے ساتھ یہ کام بغیر حفظ لایا تو مکروہ ہے، اگر ذبح فقط اللہ کے نام پر کیا اور اس سے قبل یا بعد یہ اللہ کا نام لیا مثلاً یہ کہا کہ "یقیناً کا کبر،" لیہ کا وہ جس کی طرف سے وہ ذبح ہے اسی کا نام لیا یا جن ادایہ کے لئے ایصال کا وہ منظور ہے ان کا نام لیا تو یہ جائز ہے اس میں کچھ فرق نہیں۔ (تفسیر احمدی، حواشی العرفاء)

جس حال جانور کو مسلمان یا اہل کتاب اللہ کے نام لے کر ذبح کرتے وہ حلال ہے اور جس حال جانور کو مشرک یا مرتد ذبح کرتے وہ حرام ہے، مراد ہے اسی طرح اگر وہ دواست یا بوقت ذبح بسم اللہ پڑھنا چھوڑ دے یا خدا کے سوا کسی اور کا نام لے کر ذبح کرے، مثلاً بسم اللہ اللہ اکبر کہتے بجائے کسی نبی، رسول یا ولی کا نام لے کر ذبح کرے تو حرام ہے۔ خیال رہے کہ اس حدیث و حرمت میں ذبح کرنے والے کا اعتبار ہے نہ کہ مالک کا۔ اگر مسلمان کا جانور مشرک نے ذبح کر دیا تو مردار نہ گیا، اگر مشرک نے بت کے نام پر جانور پالا مگر اس کو مسلمان نے بسم اللہ اکبر کہہ کر ذبح کر دیا تو حلال ہے اسی طرح ذبح کے وقت نام لینے کا اعتبار ہے نہ کہ آگے پیچھے زندگی میں جانور بت کے نام کا تھا مگر ذبح خدا کے نام پر نہ وہ حلال ہے اور زندگی میں جانور قربانی کا تھا مگر ذبح کے وقت یہ اللہ کا نام لیا گیا وہ مردار۔

تفسیر: بیشادی میں ہے:

اھی رُفَعَ الصُّلُوثُ لَعَبْرِ اللَّهِ بِهِ كَقَوْلِهِمْ بِاسْمِ الْإِلَهِاتِ وَالْعُزَّى

عند ذبحہ (تفسیر بیضاوی، سورۃ (۵) المائدۃ، الآیہ ۲، ۱۱۴)

”یعنی اس جانور پر یہ اللہ کا نام لیا گیا جو یہ کہتا تھا کہ بت کے وقت کہتے تھے یا اسم الہات، العزى“۔

تفسیر: جلالین میں ہے:

بأن ذبح علي اسم غيره تعالى (تفسیر جلالین، سورۃ (۲) البقرۃ، الآیہ ۲۴)

اس طرح کہ یہ خدا کے نام ذبح کیا جاوے۔

تفسیر: خازن میں ہے:

ما ذكر علي ذبحه غير اسم الله وذلك ان العرب في الجاهلية كانوا يذكرون أسماء أصنامهم عند الذبح فحرم الله ذلك بظلمة الآية ويقولون لا تأكلوا مما لم يذكر اسم الله عليه (تفسیر حازن، سورۃ (۵) المائدۃ، الآیہ ۲، ۷۴)

”یعنی وہ جانور حرام ہے جس کے ذبح پر یہ اللہ کا نام لیا گیا ہو اور یہ اس لئے ہے کہ اہل عرب زمانہ جاہلیت میں ذبح کے وقت بتوں کا نام لیتے تھے پس یہ خدا تعالیٰ نے اس کو اس آیت سے اور آیت ولا تأکلوا مما لم يذكر اسم الله عليه سے حرام فرمایا۔

تفسیر: بیہ میں ہے:

وكنا يقولون عند الذبح باسم اللات والعزى فحرم الله تعالى ذلك.

”اہل عرب: ذبح کے وقت کہتے تھے بسم الہات، العزى اللہ تعالیٰ نے اس کو حرام فرمایا۔“

تفسیر: است احمدیہ میں ہے:

معناه ما ذبح به لاسم غير الله مثل لات وعزى أسماء الأوثان.

”آیت کے معنی یہ ہیں کہ اس کو ذبح خدا کے نام پر ذبح کیا گیا نہ، جیسے کہ لات، عزى اور انبیاء کے نام پر ذبح کیا جائے۔“

اقتصر سلف صالحین کی تمام تقاضیہ میں یہی معنی بیان کئے گئے ہیں اور انہی معنوں پر تمام مفسرین بحرین اور علماء امت متفق ہیں۔

تفسیرات احمدیہ

میں حضرت ملا احمد رنجین علیہ الرحمۃ جو علماء و عرب، عجم کے استاد ہیں، حتیٰ کہ مولوی مولوی بھی ان کو مانتے ہیں فرماتے ہیں:

ومن ههنا علم ان البقر والمنذورة للالولاء كما هو الرسم
في زماننا حلال طيب لانه لم يذكّر اسم غير الله عليها وقت
الذبح وان كانوا يفسدونها (تفسيرات احمدية في تفسير ما اهل
لغير الله سورة البقرة الآية ٤٤: ٤٥)

اس سے معلوم ہوا کہ جس کانے کی ایاہ اللہ کے لئے مزار مانی تھی
جیسا کہ ہمارے زمانے میں روایت ہے یہ حال طیب ہے کیونکہ اس
پر ذبح کے وقت غیر خدا کا نام نہیں لیا گیا۔ اگرچہ اس کانے کی مزار
مانتے ہیں۔

فانین غفر اگر محمد شین معلما امت کے عز کے ارشادات نقل کرنے جیسے جانے تو یہ
رسالہ خیم کتاب بن جانے لگی، مگر چونکہ مقصود صرف اظہار حق ہے اور متصف مزاج ہے غیر
متعصب مسلمان کے لئے اسی قدر کافی، شافی ہے لہذا اظہار کے لئے کی خاطر اسی پر اکتفا
کی جاتی ہے۔

چڑھاوے کھانا

اس سے ہماری مراد یہ ہے کہ جس طرح کفار توں کو جود جانے ان کی پوجا کرتے
اور ان کا لقب حاصل کرنے کی نیت سے ان کے نام کے چڑھاتے ہیں، اسی طرح مسلمان
انبیاء و ایاہ کو جود جانے ان کی پوجا کرتے اور ان کا لقب حاصل کرنے کی نیت سے ان
کے عزارات پر چڑھاوے چڑھاتے ہیں، لہذا یہ مسلمان شرک کا فر ہیں۔

وہابیہ کا یہ فکر و فکر و عمل ہی ان کے خارجی ہونے کی ثبوت و دلیل ہے کہ انبیاء و پیغمبر
السلام و ایاہ اللہ خدا اللہ باسرا رحمہم کو توں کا مقام دیتے اور مسلمانوں کو زمرہ کفار میں شمار
کرتے ہیں۔

فانین غفر شیعہ صحافت میں بخاری شریف کی وہ روایت پڑھ آئے ہیں جس میں مذکور
ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا خارجیوں کو اس لئے جہنم میں خلایق جانتے تھے کہ یہ

لوگ کفار کے حق میں زل شدہ آیات قرآن کو مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ پس بخاری
وہابی نے بنیاد الزمات تراش کر آیات قرآن میں تحریف کرتے ہوئے مسلمانوں پر کفر و شمر
کے ثبوت لگا کر کویا اعلان کرتے ہیں کہ ہم خارجی ہیں جس ان کے جہنم میں خلایق ہونے
میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ کے کسی کو جود نہیں جانتا مخلوق میں سے
کسی کو انوہیت میں شریک نہیں مانتا اور کوئی مسلمان غیر اللہ کی عبادت یا قرب کی نیت سے
چڑھاوے نہیں چڑھاتا۔ بلکہ مسلمانان ہدایت و جماعت خالصہ اوجبہ اللہ صدق ثبوت
کرتے ہیں اور اس کا ثبوت اب سرکارہ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بصاحب کرام پیغمبر الرضوان
ہل بیت اطہار شہداء کریمہ پیغمبر الرضوان اور ایاہ اللہ خدا اللہ باسرا رحمہم کی خدمت میں
پر یہ مزار کرتے ہیں اور ان انھیں قدسیہ کے توکل سے اپنے وفات پا جانے والے اہل
و القارب اور تمام مسلمانان امت کو ایصال ثواب کرتے ہیں۔

فرزند ان تو حیل و حیل و حیل سے امتنا نے جانبات کے لئے اللہ تعالیٰ سے التماس کرتے ہیں
کہ تو اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے میں یا فلاں ولی کے صدقے میں یہی یہ
مشکل حل فرما دے۔ یہی فلاں حاجت پوری کر دے تو میں تیرے شکر ادا کرتے ہوئے
صدقہ خیرات کروں گا اور اس کا ثبوت اب سرکارہ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت
میں مزار کروں گا۔ فلاں ولی اللہ کے مزار پر پیغمبر و مہاسا کہیں اور حاضرین کو دکھانا دکھاؤں
گا یا منٹھانی تقسیم کروں گا۔ اتنا روپیہ یا اتنا کپڑا تقسیم کروں گا، قاتلہ دلاؤں گا قرآن خوانی
کراؤں گا۔

مسلمان سرکارہ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی راکم القدس میں عرض کرتا ہے کہ
یا رسول اللہ میں آپ کا میلہ پکڑا ہوں، آپ کا راکم الہی میں یہی یہ شفاعت فرمائیں، یہی یہ
یہ مشکل حل فرمادیں۔ یا میری فلاں حاجت رہائی فرمائیں۔ یا صاحب مزاج ولی اللہ سے
اللہ عاذا کی جاتی ہے کہ اسے تعالیٰ کے مقبول و برگزیدہ بندے آپ اللہ تعالیٰ سے میری یہ

مشکل حل کر دیں یا میری فلاں حاجت روائی فرمائی تو میں آپ کے حضور ایصالِ ثواب کیلئے یہ کارجے کروں گا۔

اللہ تعالیٰ کے محبوب و مقرب بندوں کے وسیلہ سے کل مشکلات و فتنائے حاجات کے لئے دعا مانگا اور ایصالِ ثواب کے لئے صدقہ خیرات کرنا قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور صحابہ کرام، پیغمبر الرضوان سے لے کر زمانہ حال تک مسلمان امت اور تمام مسلمان اس پر متفق اور عامل ہیں۔

توسل ائمہ اور مرادات مقدسہ سے جمعہ کی فیض و برکات کے موضوع پر فقہ کی تصنیف توبہ الامان، حصہ اول و دوم کا مطالعہ کریں کہ اس کتاب میں ان تمام امور پر قرآن و حدیث کی روشنی میں مفصل بحث کی گئی ہے سلف صالحین کے ارشادات مجمل سے تا قابل تردید دلائل پیش کئے گئے ہیں، نیز مکررین و مایہ کے اختلافات کے دندان شکن جواب دینے کے ساتھ ساتھ خود مایہ کے پیرواروں کے اقوال و افعال سے ثابت کیا گیا ہے کہ نجدی مایہ کی کتبے کچھ ہیں اور کرسے کچھ ہیں ان کا مذہب ایک ایسا کوکھو جند ہے جس کا کوئی نہ خبر ہے اور نہ پیر۔ اس مختصر رسالہ میں زیادہ تفصیل کی گنجائش نہیں اس لئے مسئلہ

توسل و نیاز کے متعلق مختصر اپنند دلائل

چشم خدمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان:

يٰۤاَيُّهَا الْمُنٰىنِ اٰمِنُوْا اَتَقُوْا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَاجْهَلُوْا فِى

سَبِيْلِهِ لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُوْنَ (ب ۱۶ سورۃ الباقعۃ ع ۶)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اس کی طرف وسیلہ ڈھنڈو اور اس کی

راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پائی“۔

تفسیر مدارک المتزیل، مصباح العلوم اور مصباح القلوب و مستند شیعہ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ میں حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحلت کے تین روز بعد ایک اعرابی نے آپ کے روضہ

القدس پر حاضر ہو کر خود کو روضہ طہر پر گرادیا اور انکام میں ہوئے نکاح اور عرض کی یا رسول اللہ جو کچھ آپ نے خدا سے سنا ہے وہ ہم نے آپ سے سنا اور جو کچھ آپ نے اللہ سے سیکھ کر یاد کیا ہے ہم نے آپ سے سیکھ کر یاد کیا ہے اور جملہ اس کے کہ آپ پر مازل ہوا (قرآن مجید) یہ آیت ہے:

وَلَوْ اَنَّيْسَمُ اَذْكَلَسَلَسُوْا اَنْفُسَيْسَمُ جَنّٰٓءَ وَاَنْفَسَمُ فَاَسْتَغْفِرُوْا اللّٰهَ

وَاَسْتَغْفِرْ لِيْهِمُ الرُّسُوْلُ لَوْ جِئِلُوْا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (النساء ۶۴)

”اور میں نے اپنے اور پتلم کیا ہے اور آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ میرے لئے استغفار فرمائیں، حضور علیہ السلام کے روضہ القدس سے آواز آئی کہ شہر لک، بیچک تیری مغفرت کر دی گئی۔“

استاد المحدثین شاہ میرزا محمد یزدانی قدس سرہ، احوال قبر و مصحاب قبور کے بیان میں فرماتے ہیں:

بعضی از خواص ادایا و راک آہ چاہے و تکمیل ارشاد بی نور خود گرد

انیدہ اندر دریں حالت ہم تعریف در دنیا و اودہ و انتفریق آنہا بہ بہت

سمال و بہت مدارک آنہا مانع توہم بایں بہت منکر وہ و اہل بیتان تحصیل

حالات باطنی از آنہا سے نمایا و ارباب حاجات و مطالب حل

مشکلات خود از آنہا سے فائدہ سے بایند (تفسیر عزیزی، سورۃ

الانشقاق، قصہ آیت ”وَالْعَمْرٰٓءُ اِلٰنَسْقٰ“)

بعض خواص اہل اللہ جنہوں نے دنیاوی زندگی میں خود کوئی نور

انسان کی تکمیل و ارشاد کا آہ چاہا بنا لیا ہوتا ہے وہ اس حالت (عالم

برزخ) میں رہ کر بھی دنیاوی امور میں تصرف فرماتے ہیں اور احوال

قبر میں اس کا انتفریق ان کے سمال و بہت مدارک کے باعث آہ

دنیا میں تصرف کو مانع نہیں ہوتا اور ایسی حضرات ان سے کمالات

باطنی حاصل کرتے ہیں اور ارباب حاجات و مطالب ان سے اپنی مشکلات کا حل طلب کرتے ہیں اور اپنا مطلب پالیتے ہیں۔

شیخ انصاریؒ نے عبدالحق تہذیب دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

امام شافعیؒ گفتہ است قبر نبویؐ کا تعلیم تریاق حیرت است مہ اجابت و دعا را وجہ الاسلام امام محمد غزالیؒ گفتہ کہ استوداد کردہ شود بہ سے در حیات استوداد کردہ سے شود ہوئے بعد از وفات دیکے از مشائخ عظام گفتہ است دیم چہا کس را از مشائخ کہ تعریف سے کنند در قبور خود ما نفع نہ فہائے ایشان در حیات خود یا بیشتہ شیخ معروف کرشیؒ نے عبد القادر جیلانیؒ کی دو کس دیگر را از اہل شہرہ و مقصود و مہر نیست آنچہ خود دیدہ یا فہتہ است گفتہ (السعة للسمعات شرح مشکوٰۃ، جلد اول،

باب دیارت القبر، ص ۷۱)

امام بیہتم حضرت امام شافعیؒ علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے، حضرت امام کا تعلیم علیہ الرحمۃ کی قبر قبولیت دعا کے لئے تریاق حیرت ہے اور حجۃ الاسلام حضرت امام غزالیؒ علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے جس سے اس کی دنیاوی زندگی میں مدد طلب کی جاتی ہو اس کی وفات کے بعد بھی اس سے مدد طلب کی جاتی ہے اور مشائخ عظام میں سے ایک عظیم شیخ نے فرمایا ہے کہ میں نے ادایا اللہ میں سے چارہ ادایا کو دیکھا ہے جو اپنی دنیاوی زندگی میں تعمر فوات کی طرح یا اس سے بھی زیادہ اپنی قبروں میں تعمر فوات کرتے ہیں ایک شیخ معروف کرشیؒ علیہ الرحمۃ اور دوسرے سیدہ شیخ عبد القادر جیلانیؒ علیہ الرحمۃ ہیں اور دوسرے ادایا کا نام ایسا ہے جن کا انہوں نے نام نہیں بتایا اور ان چاروں ادایا پر کسی مہر مقصود نہیں بلکہ جو کچھ اس نے دیکھا اور جس طرح اس نے پایا اس

کا بیان کر دیا ہے۔

مجاہد کے معتمد علیہ شامہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انکاس العارفین میں اپنے والد ماجد کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: حضرت ایشان در عقب از اسد بزیارت مخدوم اللہ علیہ الرحمۃ بوند شب بیگام بود و راں محل فرمود مخدوم نیما ذلت ما سے کنند و بگویند چہ سے خود و دہدہ تو فہتہ کرد تا کہ اثر مہم منقطع شدہ مال دیا راں غالب آمد آنگاہ زبانی بعلیق رشتہ شیرینی بدست و گشت مذکر کردہ بود کہ اگر زہن من یا یار ہاں ساعت این طعام پختہ باشند بختگان در کا مخدوم اللہ دیا رسام درین وقت آمد ایقانے مذکر کردہ، حضرت ایشان شامہ ولی اللہ کے والد شامہ عبد الرحیم صاحب نقب ذہن میں مخدوم اللہ دلی کی زیارت کے لئے گئے رات کا وقت تھا اس وقت آپ نے فرمایا مخدوم صاحب ہماری شہادت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کھانہ کر جائیں، اس انتظار میں ٹھہر گئے، یہاں تک کہ لوگوں کا جھوم ختم ہو گیا اور زیادہ دیر انتظار کرنے کی وجہ سے شاد صاحب کے ساتھیوں پر مال غالب ہوا اس وقت ایک عورت چاہل اور شیرینی کا طلق سر پر اٹھائے آئی اور کہنے لگی میں نے مزار مافیٰ قہقہ کی اگر میری امانہ آجائے تو میں اس وقت یہ طعام تیار کر کے مخدوم اللہ دلی (علیہ الرحمۃ) کی درگاہ میں بیٹھنے والوں کو پہنچاؤں گی اس وقت میری امانہ آگیا تو میں نے اپنی ہڈی رکھ کر پکڑ لیا ہے۔

پہ نظر اختصار قرآن مجید، حدیث شریف، مفسرین و محدثین کے ارشادات و نیز شامہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی (جن پر مجاہد کو بوند آخر ۱۲۰۷ھ) کے حوالے سے ۱۴۱۱ھ میں تردید صرف پانچ دلائل پر آکتا کرتا ہوں۔ مرنے تک دلائل ہزاروں دلائل پیش کئے جاسکتے ہیں، تاہم انہیں دلائل سے تمام ۱۲۰۷ھ بات ہوئے جن پر مجاہد شرک و فہر کے بتوئے کرتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مجاہد قرآن و حدیث کے معکر اور براہ مستقیم سے ہٹکے ہوئے ہیں ان کا مذہب مسلمانوں کے مذہب سے الگ ہے۔

تیبہ، ساتواں، چالیسواں کرنا

ان امر کی بنا پر فرمان تو حید کو شرک و کافر اور دائرۃ اسلام سے خارج قرار دینا بھی خیر ہے۔ باہمیت کا کرشمہ اور باہمیت کے تاریکیوں کے حکم و دلیل ہے، ورنہ ان امور میں کفر و شرک کا شائبہ تک نہیں، حقیقت یہ ہے کہ مسلمان اپنے اہل و عیال و اقارب میں سے کسی کی وفات کے بعد تیسرے، ساتویں اور چالیسویں دن جب توبہ توفیق کھاتا تیار کر کے یا تہل (فرمان) مٹھائی یا پٹے، شربت، دودھ، خیر کھانے پینے کی اشیا، یا کپڑے یا نقد روپے پیسے خیرات کرتے، ۱۰۷۰ سال قبل قرآن مجید، درود شریف اور طے طیبہ پڑھ کر ان کا ربانے خیر کا ثواب مرحوم کو پہنچاتے اور اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں معلوم نہیں باہمیت کو اس میں شرک، کفر یا کوئی بات نظر آتی ہے؟ حالانکہ قرآن مجید اور حدیث شریف سے احادیث کے لئے ایسا ثواب اور دعائے مغفرت کرنا قطعی طور پر ثابت ہے اور ہزارگان دین، مائے کرام و اہل کیا، عظام ابرار کے تمام مسلمانوں کا اس پر عمل ہے۔

حضرت امام ہال الدین بیوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کا عمل بھی ختم ہو جاتا ہے اور نیکی کرنے سے وہ عاجز ہو جاتا ہے اور منتظر رہتا ہے کہ کوئی شخص اس کو نیکی پہنچانے کو تذاب سے اس کو بجات لے ہم لوگ جس قدر رکھنا چاہتے ہیں اس سے زیادہ دوسری دعا کا بجات رہنا ہے ہم لوگ جس طرح میت کے لئے ثواب پہنچائیں، نماز پڑھ کر یا روزہ رکھ کر یا صدقہ خیرات دے کر یا مسجد بنا کر یا قرآن شریف پڑھ کر یا درود استغفار پڑھ کر تو میت کو پورا پورا ثواب پہنچتا ہے اور ہم کو بھی اسی قدر ثواب ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا

الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ. (التشر: ۱)

”یعنی جو لوگ بعد کو آئے وہ کہیں کہیں کہ اے رب ہمارے پیش دے ہم کو اور ہمارے مسلمان بھائیوں کو جو ایمان کے ساتھ

گزر گئے“۔ (شرح الصدور)
دلائل ملاحظہ ہوں، فرمان الہی:

وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينُ فَأُولَٰئِكَ حَظُّهُمْ

مِنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا (پارہ ۴، ع ۲، سورۃ النساء)

”پھر (شرک) یا بیٹے وقت اگر رشتہ دار اور یتیم اور مسکین (جنسی دین میں سے کوئی میت کا وارث نہ ہو) آجائیں تو اس میں سے انہیں بھی کچھ دو (قبل تقسیم شرک اور یتیم یا مسکین ہے) اور ان سے اچھی بات کہو، اس میں نظر نہ رکھو، اور دعائے خیر سب داخل ہیں۔“

اس آیت میں میت کے ترکہ سے خیر وارث رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں کو کچھ بطور صدقہ دینے اور قولی معروف کہنے کا حکم دیا، زمانہ صحابہ میں اس پر عمل تھا، محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ ان کے والد نے تقسیم میراث کے وقت ایک بکری ذبح کر کے کھانا پکا یا اور رشتہ داروں، یتیموں اور مسکینوں کو کھلایا اور یہ آیت پڑھی، اہل سیرین نے اسی مشنوں کی عید یہ مسلمان سے بھی روایت کی ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ کہا گیا کہ اگر یہ آیت نہ آتی تو یہی تو یہ صدقہ میں اپنے مال سے کرنا، خیر جس کو سوئے کہتے ہیں اور مسلمانوں میں معمول ہے وہ بھی اسی آیت کا اتباع ہے کہ اس میں رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں پر تصدق نہ ہا ہے اور طے کا ختم اور قرآن پاک کی تلاوت اور دعائیں معروف ہے اس میں بعض لوگوں کو بے جا اصرار ہو گیا ہے، جو ہر کوں کے اس عمل میں اس کا ماننا نہ تلاش نہ کر سکا، جو بدعت کا تصاصاف قرآن پاک میں جو ہر وقتا کلین انہوں نے اپنی رائے کو دین میں دخل دیا اور عمل خیر کو روکنے پر مصر نہ گئے، اللہ بدایت کرے۔ (تفسیر خزان العرفان)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَأَسْعِفُوا لِلْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْمُسْتَضَاعَاتِ (سورۃ محمد: ۲)

”اور اے محبوب اپنے ناصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں

کے گناہوں کی معافی مانگو۔

یہ اس امت پر اللہ تعالیٰ کا اکرام ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ ان کے لئے مغفرت طلب فرمائیں اور آپ ﷺ مقبول الشفاعة ہیں اس کے بعد مومنین سے عام خطاب ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا کہ جب تم مریض یا میت کے پاس جاؤ تو دعائے نیچہ کرو، اس لئے کہ جب تم کوئی دعا مانگتے ہو تو مالک اس پر آمین کہتے ہیں یہ فرماتی ہیں کہ جب ابوسلمہ وفات پا گئے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! ابوسلمہ کی وفات ہوگئی ہے، حضور نے فرمایا۔ پس کہہ (دعا مانگ)

اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلَهٗ (قرمدی ص ۱۱۷ ج ۱)

”یا اللہ! مجھے اور میرے گھرانے کو بخش دے۔“

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال اذا

مات الانسان انقطع عمله الا من ثلاث صدقة جارية وعلم

يَنْتَفَعُ بِهِ وولد صالح يدعو له (صحيح مسلم، كتاب الوصية، باب

ما يلبس الانسان، ۶۳۸/۱، قردی ص ۱۶۵ ج ۱، سنن نسائی، كتاب

الوصايا، باب فصل الصدقة عن الميت، مرقم: ۲۵۰۲، ۲۵۰۳، سنن

ابن ماجه، كتاب النكاح، باب فی الوفا، مرقم: ۱۲۷۶، ۲۶۶۲،

المستدرک، مرقم: ۸۸۴۴، ۲۷۷۲)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب انسان مر جائے تو اس سے عمل منقطع

ہو جاتا ہے، سوائے ان تین اعمال کے صدقہ جاریہ، اور علم جس سے نفع

حاصل کیا جائے رہے اور نیک اولاد جو اس کے لئے دعائے مغفرت

کرتی رہے۔“

عن عائشة ان رجلا اتى النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فقال یا رسول اللہ ان امی اقلعت رای ماتت بغتة نفسها ولم

توص واطنیا لوتکلت تصدقت افلیا اجر ان تصلقت عنیا

قال نعم (صحيح مسلم، كتاب الوصية، باب وصول ثواب الصدقات،

مرقم: ۱۰۵۴، ۶۳۸/۱)

”حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

ایک شخص حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا

اور اس نے عرض کی یا رسول اللہ میری والدہ کا ایک انتقال

ہو گیا ہے اور میرے خیال ہے کہ اگر انتقال کے وقت کچھ بول سکتی

تو نہ، صدقہ کرتی۔ آیا اگر میں اس کی طرف سے صدقہ نیچے است

کروں تو اسے تو آپ نیچے کا؟ حضور نے فرمایا: ہاں۔“

اس حدیث کی شرح میں حضرت امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

وفي هذا الحديث جواز الصلقة عن الميت واستحبابها به وان

ثوابها بصلته بشفعه وينفع المتصدق ايضا وهذا كله اجمع عليه

المسلمون (فتح صحيح مسلم للنووي، باب وصول الصدقة، ۶۷۹/۷،

”اس حدیث میں میت کی طرف سے صدقہ نیچے است کرنے کے جائز

اور مستحب ہونے کا ثبوت ہے اور یہ حدیث اس امر کی دلیل ہے کہ

صدقہ نیچے است کا ثواب میت کو پہنچتا ہے، میت کے لئے نافع ہے اور

صدقہ نیچے است کرنے والے کو بھی اس کا ثواب (مکتا ہے، یہ تمام

امور ایسے ہیں جن پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔“

حضرت امام نووی علیہ الرحمۃ کے ارشاد سے واضح ہوتا ہے کہ ان کے زمانہ تک

ایصالِ ثواب پر شرک، بدعت کے فتوے داننے والے غیر یہ ہاں: کا وجود تھا۔

عن ابن عباس ان سعد بن عبادۃ توفیت امۃ وهو غائب عنها فقال يا رسول اللہ ان امی توفیت وانا غائب عنها ایفعل فی شیء ان تصدق بہ عنها قال نعم قال فانی الشہدک ان حائطی المسحر اف صدقۃ علیہا (صحيح البخاری، کتاب الوصایا، باب اذا وفیت، مرقم ۲۷۷۰، ۲۷۱۵، سنن الترمذی، کتاب الزکاة، باب صدقة عن الصبت، مرقم ۶۶۹، ۴۸۱، سنن التتائی، کتاب الوصایا، باب فضل الصدقة، مرقم ۲۶۵۴، ۲۶۵۶)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیہ موجودگی میں ان کی والدہ انتقال ہو گیا، اس نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ بیہ موجودگی میں میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے، اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو آیا اسے کچھ نفع پہنچے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ حضرت سعد نے عرض کی یا رسول اللہ! میں آپ کو کواد بنا تا ہوں کہ میرا بٹ خراف اس پر صدقہ ہے۔“

زبدۃ العارفین شاد شریف الدین بن احمد بن منیری اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں: ”حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سال شریف کے گیارہویں دن حضرت امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت سا طعام پکوا لیا تاکہ اس کا ثواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ پر فتوح کی تہذکرہ میں، مدینہ منورہ میں اس کا چہرہ پانچواں تو لوگ ایک دھڑے سے پوچھنے لگے کہ کیا ہے؟ تو جنہیں معلوم تھا کہتے: البسوم عروس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔“ آیت رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ”عرس“ ہے۔“

عن انس انہ سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال يا رسول اللہ ان تصدق عن موتانا ونخرج عنهم وندعوا لہم فیصل یصل ذلک الیہم فقال نعم انہ یصل ویفرحون بہ کما یفرح احدکم بالحق اذا اُکھدی الیہ (رواہ ابو حصص العکبری)

”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ! ہم اپنے مرنے والوں کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں، ان کی طرف سے حج کرتے ہیں، ہم ان کے لئے دعا مانگتے ہیں تو آیا یہ ان تک پہنچتا ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ ہاں بیٹھنا ضرور پہنچتا ہے، والدہ ایصالِ ثواب پر اس طرح خوش ہوتے ہیں جس طرح تمہیں (طعام وغیرہ) کا ملحق ہونا دیا جائے تو تم خوش ہوتے ہو۔“

مراتی القلائد میں اس حدیث کے تحت مرقوم ہے:

فلان انسان ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ عند اہل المسنة والجماعة صلوة كان الوصوۃ أو حجة أو صدقة أو قرآن للقرآن والأذکار أو غیر ذلک من انواع البر ویصل ذلک الی الميت ینفعہ وقالہ الیعلی فی باب الحج عن الغیر (مراتی القلائد شرح تہذیب الاصحاح، کتاب النج)

”پس اہل سنت و جماعت کے نزدیک انسان کو پانچنے کہ اپنے نیک عمل کا ثواب کسی کو بخش دے پھر وہ عمل نماز یا نفل یا روزہ یا نفل حج یا صدقہ یا تہات قرآن یا دوسرے اذکار وغیرہ نیک کے دوسرے کام، ان کا ثواب میت کو بھی پہنچتا ہے، اور ایصالِ ثواب کرنے والے

کوٹھی اس کا ثواب ملتا ہے۔“

استاد اچند شین شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہ تفسیر فتح العزیز میں میت کوٹھانے کی مذمت اور دفن کرنے کے فوائد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

”اور دفن کردن چوں اجزائے بدن تمامہ بکلیا ہے یا شند موات عمدت یا بدن ازراہ نظر عنایت بحال سے ماند و توجہ روح بر ائین مستائیس و مستفیدین بہ نسبت سے شود کہ بسبب تعین مکان بدن کو یا یا مکان روح ہم متعین است و آراہیں عالم از صدقات و تافج با حوائج قرآن مجید چوں دران جہد کو مدفن بدن اوست و افع شود بہ نسبت ما فغ میشود پس سوختن کو یا روح را بے مکان کردن و دفن کردن کو یا مسکنے برائے روح استنہیں بنابرین است کہ از ادا یا نے مدفنین و دیگر مسلمائے مومنین انتفاع ۱۰۰ قنادہ جاری است و انبارا قنادہ و اعانت نیز متصور“ (تفسیر عزیزی، سورۃ العیس، قصۃ آیت قم السبیل بشرہ، ج ۲، ۲)

”اور دفن کرنے میں جب کہ اجزائے بدن تمامہ یک جا رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی نظر و عنایت سے روح کا تعلق بدن کے ساتھ بحال رہتا ہے اور اس کا قنادہ حاصل کرنے کے لئے زیارت کو آنے والوں کی طرف روح کو توجہ کرنے میں سیولت ہوتی ہے، مکان بدن کی تعین کے سبب سے کو یا مکان روح بھی متعین ہے اور اس عالم دنیا کے آثار از قسم صدقات و تافج با اور حوائج قرآن مجید اس جہد میں کہ اس کا مدفن بدن ہے، بہ نسبت ما فغ میں ہوتے ہیں جس میں میت کو یا کو یا روح کو بے مکان کر دینا ہے اور دفن کرنا کو یا روح کے لئے مسکن بنانا ہے، یہی وجہ ہے کہ ادا یا مدفنین و دیگر مسلمان مومنین کے مزارات سے تعلق

اور قنادہ حاصل کرنے کا سلسلہ جاری ہے اور ان کے لئے قنادہ اعانت بھی متصور ہے۔“

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جس گھر میں کوئی مری جا تا ہے اور گھر والے اس کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں اس صدقہ کے ثواب کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نور کے شمع میں رکھ کر اس کی قبر پر لے جاتے ہیں اور کھڑے ہو کر کہتے ہیں اے نبی خدا دلو یہ تھک تمہارا گھر والوں نے تم کو بھیجا ہے اس کو قبول کرو پس مرد خوش رہتا ہے اور اپنے ہمسائے کو خوش خبری سنا تا ہے اور اس کے ہمسائے جن کو کوئی تھک نہیں پہنچتا ہے ممکن رہتے ہیں۔ (شرح الصدور)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرد و اپنی قبر میں ایسا ہے جیسے دریا میں کوئی ڈوبتا اور فریاد کرتا ہے وہ بخیر رہتا ہے کہ میرا باپ یا ماں یا لڑکا یا دوست میرے لئے دعا کرے، پھر جب یہ دعا کرتے ہیں تو یہ دعا ان کو دنیا یا مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے اور جب زمین والے دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ پیارا کے مانند ثواب قبر والوں کو پہنچاتا رہے اور زندہ اس کا تھک مر دہوں کے لئے یہی ہے کہ ان کے لئے استغفار کریں۔ (شرح الصدور)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، قیامت کے دن مومن کے ساتھ میٹھا کے برابر نیکیاں دیوں گی وہ کہیں گے، دنیا میں تو ہم نے اس قدر نیکیاں نہیں کی تھیں، اس قدر ثواب کہاں سے آیا؟ آواز آئے گی کہ تیرے لڑکے نے تیرے لئے استغفار چاہا تھا یہ وہی نیکیاں ہیں اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نیک بندہ کو اللہ تعالیٰ جنت میں بہت بڑا درجہ عطا کرے گا۔ وہ تعجب سے کہے گا اے رب یہ درجہ کہاں سے مجھ کو ملا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیرے لڑکے کے استغفار اور رحمت کا دعا ہے۔ (شرح الصدور)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

فرمایا اپنے اموات کے لئے تختہ بیکھو، ہم نے پوچھا۔ یا رسول اللہ! ہم کیا تختہ بیکھیں؟ فرمایا۔ مومنوں کی ارواح جمعہ کی رات کو آسمان سے دنیا کی طرف آتی ہیں اور اپنے مکان کے مقابل کھڑی ہو کر ہر ایک روح قلمکان آواز سے پکارتی ہے۔ اسے میرے گھر۔ واہ۔ اسے میرے مہرے خاندان۔ واہ۔ اسے میرے اقربائے قرابت۔ واہ۔ پوچھ پائی کر کے ہم کو پکھڑو۔ اللہ تم پر رحم کرے اور تم کو یاد رکھو اور تم بھولو تم قید خانہ میں ہیں اور بہت تم میں بتلا ہیں جس تم پر رحم کرے اللہ تم پر رحم کرے اور نہ بند رکھو تم سے اپنی دعا اور صدقہ کو اور رشتہ کو شاید اللہ رحم کرے تم پر قبل اس کے کہ تم بھی تبارک و تعالیٰ میں ہو جاؤ۔ اسوں نے شرمندگی سے کہ اللہ کے بندہ! مارا کا کام سنو اور تم کو نہ بھولو تم جانتے ہو کہ یہ مکان جو آج تمہارے قبضہ میں ہے کل تمہارے قبضہ میں تھا اور تم اللہ کی راہ میں کچھ خرچ نہ کرتے تھے اور اللہ کی راہ میں کچھ نہ دیتے تھے، جس وہ مال تم پر بلا نہ دیا ہے اور دوسرے لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور اس کا حساب کتاب ہم پر ہوتا ہے، پھر تمہارے اسلوطہ اسلام نے فرمایا ہر ایک روح ہزار بار مردوں اور عورتوں کو پکارتی ہے کہ میری پائی کر دو تم پر درہم سے یا روٹی کے کھرے سے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ (یہ فرماتے ہوئے) حضور علیہ اسلوطہ و السلام رہنے لگے اور ہم بھی رہنے لگے، روایت کیا اس حدیث کو شیخ ابن الحسن بن علی نے اپنی کتاب میں۔ (شرح الصدور)

عن عبد اللہ بن بربیع عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینبئکم عن زیادة القبر و فزود وھا۔ (مصنیع مسلم، کتاب الجنائز، مرقم ۱۰۷۷، ۲۴۹۶، سنن الترمذی، کتاب الجنائز، مرقم ۲۰۱۰۵، ۲۰۱۰۵، سنن أبی داؤد، کتاب الأسرمة، مرقم ۲۶۹۸، ۶۵۴، سنن نسائی، کتاب الأسرمة، مرقم ۵۶۶۴، ۲۶۶۴، مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الجنائز، مرقم ۱۰۷۶۲، ۲۲۲۶، المستدرک مرقم ۱۰۷۶۲، ۱۴۵۰)

”حضرت عبداللہ بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہیں زیارت قبور سے متعارف کرایا جس اب زیارت کیا کرو۔“ اس کی ثمرت میں شیخ محمد قاسمی حاشیہ میں لکھتے ہیں:

و الزیارة يوم الجمعة افضل خصوصاً فی اوله وهو المتعارف فی الحرمین المشرقیین بنحرون الی العلوی والبقیع للزیارة وقد ورد فی خبر ابی نعیم ورضی اللہ عنہ من زار قبر و الملیہ او احدهما يوم الجمعة کان کسحابة وفی رواية البیهقی غیر له وکتب له براءة و جاء فی الروایات انه یعطى للمیت فی يوم الجمعة الادراک اکثر مما یعطى فی سائر الايام حتی انه یعرف کثیراً من الايام الباقیة وکثر علی القبر و یستحب ان یتصلق بالنسب بنفقة بلا خلاف بین اهل العلم وفیه ورد الاحادیث المصححة خصوصاً فی السماء وقد جاء فی بعض الروایات ان روح المیت تقاتی دائره لیلة الجمعة فینتظر اهل یتصلق لاجله واللہ اعلم۔ من المرفقة والمسعات (نسائی شریف ص ۲۸۵ ج ۱)

”جمعہ کے دن قبروں کی زیارت کو بڑا افضل ہے خصوصاً نماز کے پہلے جمعہ میں، یا حرمین شریفین (مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ) میں مشہور و متعارف ہے کہ لوگ قبرستان اطمین اور قبرستان شہید میں قبروں کی زیارت کے لئے جاتے ہیں اور حدیث ابی نعیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں وارد ہے کہ جس نے جمعہ کے دن اپنے ماں باپ یا ماں یا باپ کی قبر کی زیارت کی اس کو حج کرنے کا ثواب ملتا ہے، یہی سبب کی روایت میں ہے کہ اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے اس کے لئے جہنم سے آزادی لکھ

دی جاتی ہے اور روایات حدیث میں وارد ہے کہ میت کو دوسرے دنوں کے مقابلے میں جہنم کے دن قبر پر آنے والوں کو زیادہ اچھی طرح سے پہنچاتا ہے، قبر میں پر بلا ضرورت پاؤں رکھتے ہوئے گذرنا مکروہ ہے اور مستحب یہ ہے کہ صدقہ دینے سے اس کے میت کو ٹھاپ پہنچایا جائے۔ اس امر میں علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے اور ایصالِ ثواب کے بارے میں ائمہ کے ساتھ صحیح احادیث وارد ہیں۔ شہداء و پانی کے متعلق اور بعض روایات میں یہ بھی وارد ہے کہ جہنم کو میت کی روح اپنے گھر آتی ہے کہ آیا اس کے لئے کوئی صدقہ دینے سے اس کے ایصالِ ثواب کرتا ہے یا نہیں۔ واللہ اعلم۔ یہ مقبول امر کا چارچہ شرح مشکوٰۃ اور مجمع المصابیح شرح مشکوٰۃ سے ماخوذ ہے۔

استاذ المحرمین حضرت شاد عبد ارمز یزدی محدث دہلوی صاحب الزمزم فرماتے ہیں: ”مذہب کا ان دریں حالت زور سے رسد و مدد کا ان فتنہ حقوق مدد ازیں طرف سے باشندہ چنان گماں ہے جہنم کہ بتو زندقہ ائمہ و ائمہ اور حدیث شریف و احوالِ قبر و ارواح کے مردہ دران حالت مانند غریبے سے استکار فرمایا درسی سے مردہ و صدقات و اموال و فاقہ دریں وقت بسیار بکار آئے ازیں جاہل کے طوائف بھی آدم تا یک سال پہلے انھوں نے ایک چاند بعد موت دریں نوع امداد کو تلاش تمام سے نمایند“ تفسیر عزیزی ج ۱ بارہ عم سورة الانشقاق، قسٹ آیت ”واللہ اعلم“

”اس حالت میں زندہ کی مدد و امداد کو بہت جلد پہنچتی ہے اور مردہ زندہ کی مدد پہنچنے کے منتظر رہتے ہیں اور یوں گمان کرتے ہیں کہ ابھی ہم زندہ ہیں اسی لئے حدیث شریف میں احوالِ قبر میں

وارد ہے کہ مسلمان اس حالت میں (مگر تکبیر فرشتوں سے) کہتا ہے کہ مجھے نماز پڑھنے دو، نیز وارد ہے کہ مردہ اس حالت میں ڈوبنے والے کی مانند ہے جو اس اشعار میں دیتا ہے کہ کوئی آستہ سے بچالے اور صدقات و امداد مانگیں اور فاقہ اس وقت میت کے بہت کام آتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ لوگوں کی جماعتیں بعد موت ایک سال تک اور پہلے انھوں نے چالیس دن تک اس طرح کی امدادیں پوری کوشش کرتے ہیں یعنی پیچھے ساتواں، دسواں اور چالیسواں وغیرہ کا اہتمام کر کے ایصالِ ثواب کیا کرتے ہیں اور اس طرح میت کو ٹھاپ پہنچاتے ہیں۔“

شاد ولی اللہ صاحب محدث دہلوی جن پر ہادیہ فخر ما زکر کرتے ہیں (رؤیۃ النسلح ص ۲۶) ایک سال کے جواب میں لکھتے ہیں:

”مشیر ہرج ہرج فاقہ ہرگز کے قصد ثواب پر روح ایشان پر نذر بخورند مضائقہ نیست و اگر فاقہ بنام ہرگز آود شود ضایعاً راجع خوردن جائز است“

کسی بزرگ کی روح کو ایصالِ ثواب کیلئے فاقہ دلانے کی خاطر کچھ پکائیں اور کھائیں تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں اور اگر کسی بزرگ کے نام کی فاقہ دی جائے تو مالداروں کو بھی اس کا کھالینا جائز ہے۔

شاد ولی اللہ صاحب محدث دہلوی ”الامتناد فی سلاسل ادیان“ میں لکھتے ہیں: پس دوم یہ درود خواندہ ہر قدر شہیدین فاقہ بنام خود اچان چہرست عموماً بخورند حاجت از خدا سوال نمایند“

”پس دوسرے درود پڑھ کر پھر پڑھ کر ایں درود شہیدین پر عموماً خود اچان چہرست کے نام فاقہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے حاجت کا سوال کریں۔“

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا فتویٰ مطاعنیک ثواب آن نیاز
ما بین نمایندگان قبل و قاتحہ دورہ و خواہناں تہرک پیشوہ و خورون بسا رغبہ ست۔

(فتاویٰ عزیزیہ ص ۷۵)

نہ کیلتے ہیں:

”اگر مالیدہ مشیر برائے قاتحہ ہزرگے بقصد ایصال ثواب پر روم
ایشان پختہ بخورائند جائز ست۔ شاہد نیست“

”جس طعام کا ثواب حضرت امامین (امام حسن و امام حسین) رضی اللہ
تعالیٰ عنہما کی نیاز کریں اس پر قائل اور قاتحہ اور دورہ پر نہیں۔ تہرک
ہو جائے اور اس کا کھانا ہمت خوب ہے اگر مالیدہ اور دورہ کسی
ہزرگ کی روم کو ایصال ثواب کے لئے پکا کر کھائیں جائز ہے، کچھ
مشاہد نہیں۔“

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا نتیجہ بڑے اہتمام کیساتھ ہوا

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

”روزنامہ کتبۃ التہجد دم آن قدر بود کہ بیہن از حساب ست
بشادہ یک کلام اللہ بہ شمار آمد و زیادہ تم شد و با شدہ بطور را حصر نیست

(ملفوظات ساد عبدالعزیز محدث دہلوی ص ۸۰)

”شاہ ولی اللہ محدث کی وفات کے بعد نتیجہ کے دن لوگوں کا ہجوم اس
کثرت سے تھا کہ حساب سے باہر ہے، اکیاسی قرآن مجید (حجرات
کئے گئے) شمار میں آئے اور زیادہ بھی ہو گئے ہوں گے اور کلمہ
کا تو حساب ہی نہیں! (کس قدر بڑھ چکا تھا)۔“

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے عرس کے متعلق ایک منکر کے اعتراض کا رد

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اپنے والد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

کا عرس ہر سال کیا کرتے تھے، مولوی عبدالکیم پنجابی نے امتدش کیا کہ تم نے عرس کو فرض سمجھ
یا ہے ہوسال بہ سال کرتے ہو؟ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے اس کے جواب میں فرمایا:

”ابن طعن یعنی ست ہر قبل احوال مطعون علیہ زیرا کہ غیر از فرض انش
شرعیہ مقبرہ رائیخس فرض نے دائرہ رے زیارت قبور تہرک پر قبور
صالحین و حاجات قرآن و دعائے خیر و تقسیم طعام مشربتی استحقاق
و خوب است پانہما علماء و مجتہدین روز عرس برائے آفت کہ آں روز
ذکر انتقال ایشان از دارالعمل بہ دارالثواب، اللہ ہرز کہ ایں عمل
و اتع شد و موجب فارح ست و تلف رالا زم ست کہ سلف خود را پ ایں
نوع بر احسان نمایا چہ در حدیث مذکور ست۔ و لیکہ صالح
یذبحوا لہ“

یہ طعن علیہ کے احوال سے قبل پہنچی ہے اس لئے کہ کوئی شخص
فرائض شرعیہ مقبرہ کے ماہ و کسی چیز کو فرض نہیں جانتا، ہاں قبور کی
زیارت اور اہل کیماء کی قبروں سے حرکت حاصل کرنا اور حاجات
قرآن مجید اور دعائے خیر کرنا اور طعام مشربتی تقسیم کرنا امر مستحسن اور
اچھا ہے پانہما علماء و عررس کا دن اس لئے مقرر کیا جائے کہ ان
کے دارالعمل (دنیا) سے دارالثواب (آخرت) کو انتقال کا دن
یادگار رہے ورنہ جس روز بھی عمل کیا جائے موجب فارح ہے اور
پسماندگان کو لازم ہے کہ اپنے اسلاف پر اس طرح سے احسان
کرتے رہیں جیسے کہ حدیث میں وارد ہے۔ و لیکہ صالح یذبحوا لہ،
اولاد صالح جو اس کے لئے دعا کرتی رہے۔“

مولوی محمد تقی صاحب قوتوی ہامی درحدہ دینہ بندہ نے کلمہ کے منہد کے کسی مرید
کا رنگ پکا ایک متحیہ ڈالیا، آپ نے سبب پوچھا مرید۔ مکاشفہ اس نے کہا، اپنی ماں کو

ووزع میں دیکھتا ہوں، حضرت حنیفہ نے ایک لاکھ پانچ سو ارباً رطل، چڑھاتھا، یوں سمجھ کر کہ بعض روایات میں اس قدر رطل کے ثواب پر چند دفعہ جنت ہے جی جی جی میں اس امر پر کہ ماں کو بخش دیا اور اس کو اطلاع نہ دی، بخشے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ جوان ہشاش بشاش ہے آپ نے سب بچہ چھپا اس نے عرض کیا کہ اپنی ماں کو جنت میں دیکھتا ہوں، آپ نے اس پر یہ فرمایا کہ۔ اس جوان کے ہاتھ کی سخت توجہ کو حدیث سے معلوم ہوئی اور حدیث کی کجی اس کے خلاف سے ہوئی۔ (تفسیر الناس ص ۹۴)

طاووس سے نیچے کی خاطر فقیر اسی پر اکتفا کرتے ہوئے عرض کرتا ہے کہ قرآن مجید، حدیث شریف اور محدثین اور ہادیوں کے پیشواؤں کے اقوال سے روز روشن کی طرح واضح ہوگا کہ اسوات کو ایسا مال ثواب کے لئے تیجہ، ساتواں، دسواں، چالیسواں اور سالا نہ عربں کرنا، تبرہ کی زیارت کے لئے قبرستان جانا، عزارات الایا کی حاضری دینا عزارات الایا سے تفرک و توسل، عداۃ، خطاب کر کے ان سے مدد چاہنا، صدق خیرات، فاتحہ قرآن خوانی کر کے ثواب پہنچانا، عداۃ کے لئے فائدہ بخش اور ایسا مال ثواب کرنے والوں کے لئے بھی نافع اور موجب نجات ہے، لہذا انہوں کی بخشش کا ذریعہ اور عذاب جہنم سے رہائی کا باعث ہے لیکن، ہادیہ کی گورانی طبعی اور ان کی کم پڑی کو داد دینے کے یہ لوگ قرآن و حدیث کے واضح ارشادات کے خلاف ان امور کو شرک و فخر قرار دیتے ہیں اور ایسا مال ثواب کرنے والے مسلمانوں کو شرک و کافر ٹھہراتے ہیں۔ انہو نے انہوں نے خواص کو بایہ

نہدی دہائی جب ملائے اہل سنت کے دلائل حق سے عاجز ہو جائیں تو عموماً کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم ایسا مال ثواب کے تو قائل ہیں مگر ہم یہ کہتے ہیں کہ دن مقرر کر کے، کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا اور اس کو پابندی کے ساتھ کہہ کر دعوت مانا جائز اور حرام ہے اس صورت میں کالونی ثبوت نہیں، ہادیہ کا یہ کہنا بھی ان کا سرخریب ہے جس سے ان کی منافقت و چال بازی آشکار ہے، قرآن میں شاد ولی اللہ صاحب محدث دہلوی، شاد عبدالعزیز محدث دہلوی اور شیخ محمد قنوی کے قلمی اور زعفریات پڑھ چکے ہیں ان سے

بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ بھی دن مقرر کر کے طعام پر فاتحہ پڑھنے اور قرآن خوانی کر کے ایسا مال ثواب کو جائز سمجھیں اور مستحب قرار دیتے ہیں اور اس پر عامل بھی ہیں نیز ان کے حامی و مدافع صالحین، مشائخ و علمائے امت اس پر متفق ہیں۔ پس سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا یہ سب جنت اور جہنم کا فرق ہیں؟ اور کیا یہ بھی بھرتیل مرکب میں گرفتار دہائی تمام مفسرین، محدثین، آئمہ دین اور صاحب کرام شہم الرضوان سے بھی بڑھ کر قرآن و حدیث کو سمجھنے والے اور توحید پرست پیدا ہو گئے ہیں؟ لا حول ولا قوۃ الا باللہ

قرآن میں اگرچہ ایسا مال ثواب کے متعلق کافی دہائی و دلائل پیش کئے جا چکے ہیں تاہم فقیر اتمام جنت کے لئے، اعمال حد پر عداۃ، دن مقرر کرنے اور کھانا، تیجہ دے سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنے کے جو ساریں الا اختصار چند دلائل پیش کر دیتا ہوں۔ مری سمجھتا ہے کہ ان امور کے بارے میں کوئی شک و شبہ باقی نہ رہ جائے۔ ہاں اللہ العزیز و مدد المستعان۔

اعمال حسنہ پر مدامت

واضح رہے کہ بعض فرائض و عبادات بتدریج ہوتی ہیں اور بعض غیر مؤقت اور عبادت قلبیہ میں شرح کی طرف سے کوئی قید نہیں، قلبی عبادت کرنے والا جتنا رہے کہ جب چاہے کرے کسی مصلحت کی وجہ سے تعین یوم و وقت کر لے اور چاہے تو نہ کرے یا بے کبھی کرے یہ بھی نہ کرے مگر قلبی عبادت میں حسب فرمان حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ ام محبوب و افضل ہے۔

عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ علیہ وسلم احب الاعمال
الى اللہ اذہمھا وان قال قال (المروئی) وکانت عائشۃ اذا
عملت العمل لومۃ (مسلم ص ۲۶۶ ج ۱)

”ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ عمل زیادہ محبوب ہے، جس پر خوشی و مدامت کی جائے پھر خواہ (قلبی عمل)“

تھوڑا سا ہی ذوق راوی کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب کسی نقلی کام کو کرتیں تو پھر اسے لازم کرتی تھیں، یعنی اگر کوئی نیک کام کسی وقت کرتی تھیں تو پھر اس کام کو ہمیشہ اسی وقت پابندی کے ساتھ کیا کرتی تھیں۔

پھر تعالیٰ اسی حدیث سے بلاذری کا یہ اقتباس باطل ہو گیا کہ کسی مسلمان وقت مقرر کر کے لازمی طور پر تہیہ، ساتواں، چالیسواں اور عرس وغیرہ کرتے ہیں، لہذا جائز نہیں، ثابت ہوا کہ بلاذری کا نقلی امور پر مدعا مست کو ناجائز و حرام کہنا بجائے خود ناجائز و حرام اور انکار حدیث کو مستلزم ہے۔

دن مقرر کرنا

کسی مسجد میں جانے کیلئے دن مقرر کرنا سنت ہے

عن ابن عمر عن کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یاتی مسجد قباء کل سبت ماشیا وکبارا وکان عبد اللہ بن عمر یفعلہ (صنیع السناری، باب مسند قتادہ، ص ۱۱۹۲، رقم ۲۸۸۸)

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سبت کے دن پیدل یا سوار ہو کر مسجد قباء میں تشریف لے جایا کرتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمر بھی (مذکور کی سنت پر عمل کرنے کی خاطر) اسی طرح کرتے تھے یعنی وہ بھی ہر سبت کو پیدل یا سوار ہو کر مسجد قباء میں تشریف لے جایا کرتے تھے۔“

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کسی نیک کام کے لئے دن مقرر کر لینا سنت ہے۔

زیارت قبول کیلئے دن اور وقت مقرر کرنا سنت ہے

عن عائشۃ انہا قالت کان رسول اللہ ﷺ سلمنا کان یبتی

من رسول اللہ ﷺ یخرج من آخر اللیل البقیع یتقو السلام علیکم دار قوم مومنین واناسکم ماتو عدون غدا مؤجلون وانما انشاء اللہ بکم لاحقون اللہم اغفر لاهل بقیع العرقہ (صنیع مسلم، کتاب السلف، فصل فی التسلم علی اہل القبر)۔

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری بہ باری کی شب رات کے آخری حصہ میں گھر سے نکلتے قبرستان البقیع میں تشریف لے جاتے اور فرماتے السلام علیکم دار قوم مومنین الخ۔“

وخط کیلئے دن مقرر کرنا سنت ہے

عن شقیق بن وانل قال کان عبد اللہ یدکر ناکل یوم خمیس (مسلم ص ۲۷۷ ج ۲)

”حضرت شقیق بن وانل فرماتے ہیں، حضرت عبداللہ ہمیں ہر جمعرات کو دعا سناتا کرتے تھے۔“

دعوت طحاہ کیلئے دن مقرر کرنا سنت ہے

عن سیال بن سعد ان کنا لنفرح بیوم الجمعة کانت لنا عجموز تاخذ اصول السلق فنجعلہ فی قدر لکھا فنجعل فیہ حبات من شعیر اذا صلینا زوناھا ففریتہ الینا وکنا نفرح بیوم الجمعة من اجل ذلک ومانکنا نغذی ولا نقبل الا بعد الجمعة واللہ ما فیہ شجیم ولا و رک (صنیع السناری، کتاب الاطعمۃ، باب السلق والشعیر، ص ۵۴۰، رقم ۴۵۲۶)

”حضرت سیال بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ہمیں اس وجہ سے جمعہ کے دن کی زیادہ خوشی ہوتی کہ جمعہ کے دن ایک بڑھیا

ہمارے لئے چند رک کر جزیں لے کر بندیاں میں ڈال پکاتی، نماز جمعہ پڑھ کر ہم اس کے پاس جاتے تو دیکھا دیکھا ہمارے پاس لے آتی اور ہم بڑے مزے کے ساتھ کھاتے اس وجہ سے ہمیں جمعہ کا دن آنے سے بڑی خوشی ہوتی، اس دن نہ ہم صبح کا ناشہ کرتے نہ دوپہر کو تیلو کرتے بلکہ نماز جمعہ کے بعد (اس بڑھیا سے دعوت کھا کر تیلو کرتے) ختم ہوتا اس طعام میں نہ چہ پی ہوتی اور نہ پچھائی، اس کے باوجود پہلا اول پسند اور لذیذ ہوتا تھا۔“

نفلی روزہ کیلئے دن مقرر کرنا سنت ہے

مشہور کاردار عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ارادہ کر لیتے، حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارادہ کر لیتے روزہ رکھنے میں کیا سخت ہے؟

قال فيه وليدت وفيه أنول على القرآن (صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب استحباب صيام ثلثة أيام من كل شهر، سنن الكبرى للبيهقي، ص ۲۸۱۲، سنن النسائي، ص ۲۷۷، السنن، ص ۲۵۹، مسند ابویعلیٰ، ص ۱۴۴، مصنف عبد الرزاق، ص ۷۸۵)

”مشہور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا! سوہوار کے دن میری ولادت ہوئی اور جمعہ کی رات میں مجھ پر قرآن مجید نازل کیا گیا ہے۔“

اس حدیث سے جو اربعین یوم کے علاوہ بھی مباح ہو گیا کہ فضیلت، شرف اور اتعالت کے سب دنوں کو بھی شرف حاصل ہو جاتا ہے۔

احادیث مندرجہ بالا سے باوجود سخت ثابت ہو کر نفل کی وجہ سے دن اور وقت مقرر کرنا سنت ہے، ہابی مولوی یہ اعتراض بھی کیا کرتے ہیں کہ سنی مسلمان ایصالِ ثواب

کیلئے دن مقرر کر کے ہمایوں، دوہتوں اور رشید وارڈ کو انتہام کے ساتھ بلاتے ہیں، یہ انتہام مقدسی کیس ثابت نہیں، اس لئے یہ بدعت مباحز ہے، تو فقیر اس کے متعلق عرض کرتا ہے کہ مباح کو کار خیر میں رکھ دے ڈالے کیلئے خواہ تو اللہ کے بھانے تراشنے کے ماحواور کچھ بھائی نہیں دیتا۔

میں کہتا ہوں کہ دن مقرر کر کے مسلمانوں کا مل جل کر تلاوت قرآن اور ذکر الہی کرنا اور اس کو ایصالِ ثواب اور اپنے لئے اور امت کے لئے بخشش کی دعا مانگنا یہ ہمارے ہیں جن کی اصل شریعت سے ثابت ہے ان امور کی ممانعت نہیں اور نہیں۔ اگر مباح میں کچھ بھی حدیث، شرافت ہے تو قرآن، حدیث میں سے ممانعت پر کوئی دلیل پیش کریں، میں دعویٰ ہے کہتا ہوں کہ یہ خوارقِ مباح، ہابی قیامت تک بھی مباح دلیل پیش نہیں کر سکیں گے۔ پھر جب قرآن، حدیث میں ان امور کی کوئی ممانعت نہیں تو کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ منع کرے اور شرک، بدعت کے فتوے بھی لکھا پھیرے، اگر آپ ذرا سا غور وامل کریں تو آپ یہ مباح ہو جائے گا کہ۔

ایصالِ ثواب کیلئے اجتماعِ اربعین یوم میں بہت سی مصلحتیں ہیں

”یادِ دن مقرر کر کے صدق خیرات کرنے سے غریب مساکین اور امراء، اہل احباب آسانی سے اکٹھے ہو جاتے ہیں مباح میل ملاپ اور صحبت سے ایک دوسرے کو دینی و دنیاوی فوائد حاصل دیتے ہیں، مل جل کر قرآن مجید میں آسانی ہوتی ہے، مجلس میں جس قدر زیادہ تعداد میں مسلمان جمع ہوتے ہیں اس قدر شیخ و تلمیذ کی گفت و گو میں دور و شریف زیادہ تعداد میں پڑھا جاتا ہے، صدق خیرات کرنے والے کو طعام یا شیرینی تقسیم کرنے اور کھلانے میں نہایت ہوتی ہے مصلحت کراہت قرآن، شیخ و تلمیذ اور درود شریف کا ثواب بہت کو بخشے اور دعا سے مغفرت کرتے ہیں، مجلس میں زیادہ مسلمان جمع ہو جائیں تو اس میں مباحی، چہیزہ کار واریے نیک بندے بھی آجاتے ہیں جو قبول بارگاہ اور مستجاب الدعوات ہوتے ہیں۔ نیز حسبِ فرمان مشہور علیہ الصلوٰۃ والسلام مجلس ذکر میں ملا لگا

سایہاں بھی شامل ہو جاتے ہیں اور جب ایصالِ ثواب و مغفرت و جنتی درجات کے لئے دعا مانگی جاتی ہے اور یہ سب آمین کہتے ہیں تو قبولیت دعا کی بھی زیادہ امید ہو جاتی ہے اور ان تمام باتوں کے ساتھ ساتھ اس حدیث پر بھی بوجہ اس عمل ہو جاتا ہے اور مجلس میں شریک ہونے والے اس شرف سے شرف ہو جاتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

قال الله تعالى: وجبت ما يحبني للمتحابين في الدنيا والآخرة
في الدنيا والآخرة في الدنيا والآخرة (كتاب الآداب باب
الصلوة في الله، الفصل الثاني)

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: واجب ہو گئی میری محبت ان لوگوں کے لئے جو میرے پیار سے میرے لئے آجاس میں محبت کرتے ہیں۔ میرے پیار سے میرے لئے آجاس میں محبت کرتے ہیں۔ میرے لئے آجاس میں محبت کرتے ہیں۔ میرے لئے آجاس میں محبت کرتے ہیں۔“

پھر ان تمام باتوں کے علاوہ دن مقرر کرنے میں ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ فکر و انتہام کے ساتھ وہ نیک کام نہ کر رہتا ہے اور اگر دن مقرر نہ ہو تو غفلت اور کوتاہی کی وجہ سے آقِ قل کر تے بسا اوقات وہ کام رد ہی جاتا ہے اور مسلمانوں کو ذکر و شرف و فضیلت اور ثواب سے محروم رہ جاتے ہیں، تاہم واضح رہے کہ دن مقرر کرنے کو فرض یا واجب نہیں سمجھا جاتا اور نہ یہ اعتقاد ہوتا ہے کہ اس مقررہ دن کے علاوہ کسی دوسرے دن کرنے سے ثواب نہ ملے گا، بلکہ اعتقاد یہی ہوتا ہے کہ جس دن اور جس وقت بھی فی سبیل اللہ صدقہ خیرات و قبولیت کی امید ہے، لیکن جب انا ہیث سے دن مقرر کر کے کسی مخصوص مسجد میں جانا، زیارت قبول کیلئے دن مقرر کرنا، یا عیال و غلام کے لئے دعوتِ طعام کے لئے، یا روزہ کے لئے اور دیگر نقلی عبادات کے لئے دن مقرر کرنا ثابت ہے تو خوارقِ الاعمال و ماہرہ کو کیا حق ہے کہ وہ دن مقرر کرنے پر اکتفا کر دیں اور شرک و منکر و بدعت کا فتویٰ نہ لکھیں؟ اب یہی یہ بات کہ مابقی کمالاً، نبیہ و سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنے کو ناجائز، بدعت، حرام کہتے

ہیں، تو فقیر اس کے متعلق عرض کرتا ہے کہ کمالاً، نبیہ و سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا اور دعا مانگنا حرام و ناجائز بدعت کیونکر ہو سکتا ہے، جب اس کی اصل شرع سے ثابت ہے:

عن ابي هريرة قال لما كان يوم غزوة تبوك اصاب الناس مجاعة ففعل عمر بن الخطاب ما فعله الله اعظم بفضل ازواجه ثم ادع الله لئلا يموت عليهما بالبركة فقال نعم، فلما بلغ فبسط ثم دعا بفضل ازواجه فجعل الرجل يجي، يكف ذرة ويحيي الآخر بكف تسير ويحيي الآخر بكسرة حتى اجتمع على النطق شيء، يسير فلما رسول الله ﷺ بالبركة ثم قال خذوا اني اوعيتكم فخذوا اني اوعيتكم حتى ماتوا في المعسكر دعاء الامام ملائكة قال فاكلوا حتى شعروا وفضلت فضلة

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ تبوک کے دن پیادہ یوں کو بھوک لگی اور کھانے کا کچھ سامان نہ تھا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ ان سے کچھ کچھ کھانے کی چیزیں منگا کر ان پر ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے برکت کی دعا مانگیں، حضور علیہ السلام نے فرمایا: ہاں اور آپ نے چڑھنے کا دستور خوان و بٹالیا، اسے بچھا دیا، پھر آپ نے فرمایا کچھ چیزیں لاؤ۔ کوئی مٹھی بھر جواریاں اور کوئی مٹھی بھر کھجور اور کسی نے روٹی کا ٹکڑا کر ڈال دیا۔ یہاں تک کہ تھوڑی سی چیزیں جمع ہو گئیں، پھر ان کھانے کی چیزوں پر حضور علیہ السلام نے برکت کی دعا فرمائی پھر ارشاد فرمایا کھانے سے اپنے اپنے برتن بھر لو، تمام پیادہ نے اپنے اپنے برتن بھر لئے اور لشکر میں کوئی برتن خالی نہ رہا، سب کھا کر غم نہ ہو گئے اور پھر بھی بہت سا کھانا بچ کر رہا۔“

۱۵۰۰۰ المذمات میں ہے کہ اس دن اللہ میں ایک لاکھ تباہین تھے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قلم سے فرمایا۔ (اشعۃ المعانی، باب المعجزات، ۴/۵۷۰)

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشہد ان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ لا یلقی اللہ بھما عبد شاک فینحب عن الجنة (مشکوۃ کتاب احوال القیامہ، باب المعجزات، مرقم ۵۹۱۴، ۱/۲۹۱، صحیح مسلم، کتاب الایمان، مرقم ۴۷، ۵۶/۱، المسند، مرقم ۱۰۸، ۱۱، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹)

اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ مختلف قسم کی کھانے کی چیزیں سامنے رکھ کر دعا مانگنا سنت ہے۔

عن انس قال لما تزوج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم زینب اہدت لہ ام سلیم حبساً فی تور من حجارة فقال انس فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذهب فادع لہی من لقیبت من السلسلین فدعوت لہ من لقیبت فجعلوا یدخلون علیہ قیاد کلون ویخرجون ووضع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدہ علی الطعام فدعا فیہ وقال فیہ ماشاء اللہ ان یقول ولہ ادع احداً لقیبتہ الا دعوتہ فاکلوا حتی شبعوا وخرجوا الحدیث (صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب زواج زینب، مرقم ۱۰۲۸، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳،

ہے؟ میں ان کے آگے چلتا ہوا حضرت ابو طلحہ کے پاس پہنچا اور انہیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو لے کر تشریف لارہے ہیں، اس پر ابو طلحہ نے کہا: اے ام سلمہ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام لوگوں کو لے کر آ رہے ہیں اور ہمارے پاس انہیں کھانے کو کچھ بھی نہیں ہے؟ فقال اللہ و رسولہ العلم۔ حضرت ام سلمہ نے جواب دیا: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے۔

یعنی اس لشکر کو کچھ کھانے کی باتیں کیا فکر ہے، اللہ جانے اور اللہ کا رسول جانے حضور جو فکر لئے آ رہے ہیں وہی ان کو کھلائیں گے بھی ہمیں کچھ انے کی کیا ضرورت ہے کہ حضور ہماری حالت سے باخبر ہیں۔ حضرت ابو طلحہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے استقبال کو آگے بڑھے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گھر میں آ گئے تو فرمایا اے ام سلمہ جو کچھ تمہارے پاس لاؤ، ام سلمہ نے وہی جو کی روٹی کے کچھ بکھرے پیش خدمت کئے۔ حضور نے فرمایا: ان کی چوری بناؤ، ام سلمہ نے اس میں کھنی کا تپا ٹھوڑا اور ملیدہ بنایا، تو حضور نے اس طعام پر بولنا شروع کیا چاہتا تھا۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ تم دعا یہ بالہ کہہ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس طعام میں برکت کی دعا فرمائی اور حکم فرمایا: وہی آدمیوں سے کہو کہ وہ آکر کھائیں۔ وہ کھاکر فارغ ہونے تو فرمایا دوسرے وہی آدمیوں سے کہو آکر کھائیں اسی طرح دس دس آدمی آتے گئے اور کھاتے گئے۔ یہاں تک کہ تمام حکم یہ ہو گئے کہ کھانا کھانے والے ستر یا اسی آدمی تھے۔ (مصباح السناریہ، کتاب المناقب، باب علامۃ النبوة، مرقم: ۲۰۷۸، ص: ۲۴۱)

اس حدیث سے دوسرے کئی عظیم الشان امور کے علاوہ یہ بھی واضح ہوا کہ کھانا سامنے رک کر اس پر کچھ پڑھنا اور دعا مانگنا سنت ہے۔

عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال كان رسول الله

صلي الله عليه وسلم اذا وقع يديه في الدعاء لم يحططهما

حتى يمسح بهما وجهه (سنن الترمذي، كتاب الدعوات، باب ما جاء

في رفع الايدي، مرقم: ۲۲۸۶، ص: ۲۰۲)

”حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تو دونوں ہاتھ منہ پر پیسے سے بغیر نیچے گرہاتے۔“

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دعا مانگتے وقت ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو منہ کی جانب کر کے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کرو، اٹھ کر کے دعا مانگنا کرو اور جب دعا مانگ چکے تو ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو اپنے منہ پر پیسے کیا کرو۔ (ابوداؤد)

کھانا کھانے سے پہلے دعا مانگنے کا حکم۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

قال رسول الله ﷺ من اطعمه الله طعاماً فليقل اللهم

بارك لنا فيه وزدنا منه الحديث (سنن الترمذي، كتاب الدعوات،

باب ما يقول اذا اكل، مرقم: ۲۴۰۰، ص: ۲۴۴، سنن ابی داؤد، كتاب

الافطرية، باب ما يقول اذا اكل، مرقم: ۲۷۲۰، شعب الایمان، مرقم: ۶۰۴)

”رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ طعام

کھلائے اسے یہ کہنا چاہئے اے اللہ ہمارے لئے اس میں برکت

ڈال اور ہمیں اس کھانے سے بہت کھانا کھلا اور جے اللہ تعالیٰ دودھ

پلانے اسے کہنا چاہئے یا اللہ ہمارے لئے اس میں برکت ڈال اور

ہمیں اور زیادہ دودھ پلا۔“

کھانا کھانے کے بعد دعا۔

عن ابی امامۃ قال کان رسول الله ﷺ اذا رفعت المائدة

بين يديه يقول الحمد لله حمداً كثيراً طيباً مباركاً فيه غير

مؤدع (صحيح المنار) كتاب الأطعمة، باب ما يقول اذا مر قف ٨٤٥٨.

٢٤٥٩. جامع قمری، كتاب الأطعمة، باب ما يقول، مرقم ٢٤٥٩.

سنن أبي داود، كتاب الأطعمة، باب يقول الرجل اذا طعم، ١٢٠٤.

سنن ابن ماجه، كتاب الأطعمة، باب ما يقول اذا مرغ من الطعمه.

حضرت ابوالہامد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں (طعام سے فارغ

ہونے پر) جب آپ کے سامنے سے دسترخوان اٹھایا جائے تو آپ

فرماتے الحمد لله حمدًا كثيرا طيبًا مبارکًا فيه غير مؤدع۔

احادیث سے ثابت ہوا کہ کھانے پینے کی چیزوں کو سامنے رکھ کر پڑھنا، دعا مانگنا،

دعا کے لئے ہاتھوں کو اٹھانا اور دعا مانگ کر ہاتھوں کو منہ پر پیچھنا سنت ہے، کھانا کھانے

سے پہلے بھی دعا مانگنے کا حکم ہے اور کھانے سے فارغ ہو کر دعا مانگنا بھی حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام سے ثابت ہے۔ آپ کی اتباع میں یہ اور ایسا نفع رسالت صابہ کرام جنہم الرضوان

سے لے کر آج تک ہر زمانہ دین اور مسلمان امت اس پر بالترتیب عامل ہیں۔

لیکن خرافات الاصل نجدی، باقی اس قدر جڑی ہے کہ وہ ان امور پر بدعت،

شرک اور کفر کے نواسے سمجھتے ہیں۔ نوہ باللہ! ان نغوات الوہابیہ

گیا رہو میں دینا

اصل اسلام کو تیار نہ ہوئے دینے کی بنا پر مشرک و کافر تھے اور دین اسلام سے خارج

قرار دینا، وہابیہ کا انتہائی ظلم اور ان کے خارجی ہونے کا قابل تردید ثبوت ہے، گیا رہو میں

کی حقیقت یہ ہے کہ مسلمان اہل سنت و جماعت فی سبیل اللہ، طہام، شیرینی وغیرہ

تیار کر کے قرآن مجید و درود و شریف پڑھ کر کھانا کھاتے اور تلاوت قرآن اور درود پڑھتے

اور کھانے کھاتے کا ثواب حضور رسیدہ النبی اللہ ﷺ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے حضور

پرچہ نذر کرتے ہیں۔ غایہ یہ ہے کہ یہ عمل کسی طور پر مشرک و کفر میں داخل نہیں، گذشتہ اوراق

میں ان تمام امور کا مکمل ثبوت قرآن و حدیث اور ہر زمانہ دین کے ارشادات و عمل سے

واجب کیا جاتا ہے۔

حجیات یہ ہے کہ اپنے محبت باطن کے سبب وہابیہ کو تیار نہ ہونے کے نام سے کہتے ہیں،

یہ لوگ اپنی روایتی کج فہمی یا مسلمانوں کو بیگانگی کی خاطر کہا کرتے ہیں کہ ہم ایسا ہی ثواب

کے تو حاصل ہیں لیکن تیار نہ ہونے کو اس وجہ سے حرام اور شرک کہتے ہیں کہ اس کا ثبوت قرآن

و حدیث میں کبھی نہیں ملتا، وہابیہ قرآن اور حدیث شریف میں لفظ تیار نہ ہوئے، کھانے

کا طالب کرتے ہیں بلکہ مرتبہ بہت کڑا ہے ایسا ہی ثواب کا ثبوت مانگتے ہیں۔

یہ لوگ اتنا نہیں سمجھتے کہ ”تیار نہ ہوئے“ ثبوت اردو زبان کا لفظ اور محض ایک عربی نام

ہے جو تفسیر و غوث اعظم کی نیاز کے لئے مشہور و معروف ہے، حضرت امام یاسینی علیہ الرحمۃ

”قرۃ المناظر و خلاصہ الحافز“ میں اس امر فرماتے ہیں۔

”مذکر یا زہم حضرت غوث العظیم بود ارشاد شد کہ اصل یا زہم ہمیں

بود کہ حضرت غوث صمدانی تارخ یا زہم رفق الاقر قاتحہ چلم نبی کریم صلی

اللہ علیہ وسلم کہ وہ بود مندہ آن نیاز آفتاب مقبول و طہیوٹ افتادہ درہ ماہ

تارخ یا زہم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مقرر فرمودہ دیگر افتاب

حضرت غوث پاک پہلید وے یا زہم نیکر مندہ آفر رفقہ رفیقہ یا زہم

حضرت محبوب سبحانی مشہور شدہ، الحال مرہم قاتحہ حضرت شان دریا زہم

سے کندہ تارخ ہمسال حضرت محبوب سبحانی عظیم رفق اللہ فی بود“

حضرت غوث العظیم کی گیارہویں کا ذکر تھا، ارشاد ہوا کہ تیار نہ ہوئے

کی اصل یہی تھی کہ حضرت غوث صمدانی نے ماہ رفق الاقر قاتحہ گیارہ تارخ

کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قاتحہ چلم نبی کریم صلی

و طہیوٹ و ذی کی حضرت نے ہر ماہ کی گیارہ تارخ کو رسول مقبول صلی

اللہ علیہ وسلم کی قاتحہ کے لئے مقرر فرمایا، حضرت غوث پاک کے تہمین

محبی آپ کی بیچ میں گیارہویں کیا کرتے تھے رفیقہ رفیقہ حضرت

محبوب سبحانی کی گیارہویں مشہور بیرونی موجودہ وقت میں لوگ مشہور
نوٹ انظم کی فاتحہ گیارہویں تاریخ کو کرتے ہیں اور حضرت محبوب
سبحانی کے وصال کی تاریخ سنہ درق ۱۴۰۱ھ مقرر ہے۔

امید ہے کہ خیر متعصب روشن دماغ ۳۴ سالین، گیارہویں کی وجہ تسمیہ اور اس کی
حقیقت بخوبی سمجھ گئے ہوں گے۔ پس ۱۰ بابہ کا یہ لفظ گیارہویں قرآن و حدیث میں تلاش
کرنا ان کی سرسرا دانی اور بیوقوفی کی دلیل اور کیا ہے؟

اگر ۱۰ بابہ سے پوچھا جائے کہ تم اپنی جماعتوں کے نام، جماعت الجندیٹ، غرضانے
الجندیٹ، جماعت اسلامی، دیوبندی، غرضی، جمعیۃ العلماء، ہند، جماعت احرار اور جمعیۃ
ملاح اسلام وغیرہ اور دوسروں کے نام، دارالعلوم دیوبند، فیہ المدارس، مدرسہ اشرفیہ،
قاسم العلوم، جامعہ الجندیٹ وغیرہ اور اپنے اخبارات و رسائل کے نام۔

صحیفہ الجندیٹ، ترجمان القرآن، تنظیم الجندیٹ، الاعتصام، الاملاء، اُجیر، چہار اش
راوہ وغیرہ اور اپنے جلسوں اور کانفرنسوں کے نام۔ الجندیٹ کانفرنس، سہ ست کانفرنس،
اجتہاد جماعت اسلامی وغیرہ قرآن و حدیث میں دکھائے دو؟ تمہارے پاس اور مذکورہ
کا بصورت مروجہ ہیڈ لکڑا یہ قرآن و حدیث سے کونسا ثبوت موجود ہے؟ اگر ہے تو پیش
کر دو اور اگر نہیں اور یہ گزشتہ میں ہے تو پھر تمہیں لفظ "گیارہویں" اس پر اس قدر تشریحات کرنے
کا کیا حق؟ آخر اس نام پر اتنی آجھل کویں کیوں ہے؟

جب کہ گیارہویں مشہور نوٹ انظم علیہ الرحمۃ کی فاتحہ دینا کا ایک لغوی نام ہے کہ
صدق وغیرہ استقامت قرآن مجید، تنبیح، تہلیل، تہلیل اور درود شریف پڑھنے کا وہ آپ آجانب کی
مذہب کیا جاتا ہے اور قرآن و حدیث کی رو سے فی تہلیل اللہ کہا کھانا، پانی پلانا، شربت
یا درود پلانا اور صدقہ وغیرہ استقامت کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے، نیز قرآن کی تلاوت، تنبیح
تہلیل اور درود پڑھنا بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے، یہ عبادتیں اللہ کی باتیں یا کھلی
کر لی جائیں، ہم بصورت موجودہ فاتحہ وغیرہ بیک وقت اہل مذہب و اہل مذہب ہیں۔

تجربہ ہے کہ ان کو بیوقوف و ۱۰ بابہ کو ان عبادت الہی میں شرک یا بقرابت کی کوئی چیز
دکھائی دیتی ہے، اگر یہ اس بات پر متفق ہیں کہ ان کو تہجہ، ساتواں، پانچواں اور گیارہویں
کے الفاظ قرآن و حدیث میں نہیں ملتے تو انہیں اپنی عقل، فہم اور دیانت و شرافت کا ماتم کرنا
چاہئے بلکہ یہ اردو زبان کے مفاد سے اور عربی نام انہیں قرآن و حدیث میں کیوں کر مل سکتے
ہیں، جب کہ کام اللہ عربی زبان میں مازلل ہوا، اور حدیث علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان عربی
ہے۔ دیکھنا تو یہ چاہئے کہ ان عربی ناموں کے تحت اعمال کی اصلیت و نوعیت کیا ہے، آیا یہ
اعمال فی حق اللہ ہیں یا بدعت اور تعلیمات قرآن و حدیث کے مطابق و موافق ہیں یا متضاد
و مخالف؟ مگر انہوں نے کام، ۱۰ بابہ خود وہ غیہ و غفلت میں یا دیوبندی، دیوبند، دیوبند، دیوبند
یا نیکر اللہ، اصلیت و حقیقت پر نظر رکھنے بغیر ان حدیث و فتویٰ کی بازی میں مصروف ہیں۔

دیوبندی کے نام نہاد قطب صاحب مولوی احمد علی لاہوری، رسالہ اسلمی حقیقت میں
پنجمین اسلام پنجاب کے لئے، مری ارکان، ایک نقش بنا کر میلا دانی صلی اللہ علیہ وسلم، تہجہ،
پانچواں اور گیارہویں کو بقرابت سید میں شمار کرتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو رسالہ اصلی
حقیقت ص ۱۰۹)

دیوبندی ۱۰ بابہ کے مفتی اعظم رشید احمد گلگڑی فتویٰ صادر کرتے ہیں:

فاتحہ کھانے یا شیرینی پر پڑھنا بقرابت مناسبت ہے ہرگز نہ کرنا چاہئے

(فتاویٰ رشیدیہ کمال ص ۱۰۴)

تہجہ، دواں وغیرہ دس بدعت منافی ہیں، کہیں ان کی اصل نہیں

(فتاویٰ رشیدیہ کمال ص ۱۰۴)

انتقاد مجلس مولودہ، حال مانا ہے، مد اہل امر مندوب کے ۱۰۰ مسئلے منع

ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ کمال ص ۱۲۵)

۳۴ سالین کرام غور فرمائیں کہ اگر ۱۰ بابہ کے یہ فتاویٰ صحیح سمجھ لئے جائیں تو تمام
مفسرین، محدثین، اولیاء اللہ اور علمائے امت خاک بردن ۱۰ بابہ بدعتی اور شرک ٹھہرتے

ہیں، اگرچہ گذشتہ صفحات میں، تیجہ، ساتواں چالیسواں اور گیارہویں شریف کے جواز میں مفصل دلائل پیش خدمت کر چکا ہوں تاہم اتمام حجت کے لئے دیوبندی و ہادیہ کے پیروں و مرشدان جی امداد اللہ صاحب مہاراجی کا بدلہ فیصلہ تسلیم کر دینا مناسب سمجھتا ہوں تاکہ غیر متعصب دیوبندی بھی اپنے طرز عمل پر غور کر سکیں اور قارئین کے لئے مزید اطمینان کا موجب ہو، حاتی صاحب موصوف لکھتے ہیں:

نفس الیصال ارہاج اموات میں کسی کو کام نہیں۔ اس میں بھی تھنسیں بقیں کو بوقوف علیہ ثواب کا سمجھنا واجب فرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعث تقلید بت کرے تو کچھ ہر حق نہیں، جیسا کہ مصلحت نمازیں سورہ خاص صحن کرنے کو غنایاے محققین نے جائز رکھا ہے اور تیجہ میں آٹھ مشائخ کا معمول ہے اور متاعل سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلف میں تو یہ عادت تھی کہ اٹھنا کھانا پکا کر مسکین کو کھلادیا اور دل سے ایصال ثواب کی نیت کر لی، متاخرین میں کسی کو خیال نہوا کہ جیسے نمازیں نیت ہ چندول سے کافی ہے مگر وہ وقت قلب دلسان کے لئے تو ام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے، اسی طرح اگر یہاں زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ! اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال نہوا کہ اٹھنا کھانا کا مشارالہ اگر وہ مردہ ہو تو زیادہ اختصار قلب ہو کھانا رو بردلانے لگے۔ کسی کو یہ خیال نہوا کہ یہ ایک دعا ہے اس کے ساتھ اگر کچھ کام الٹی بھی پڑھا جائے تو قبولیت دعا کی امید ہے اور اس کام کا ثواب بھی پہنچ جائے گا کہ حق بین العباد میں ہے۔

چھ خوش بود کہ بر آید یہ یک کرشمہ دکار

قرآن شریف کی بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر، ارشاد اب میں بہت زیادہ ہیں پڑھی جانے لگیں کسی نے خیال کیا کہ دعائیں رفع یرین سنت ہے، ہاتھ بھی اٹھانے لگے کسی نے خیال کیا کہ کھانا جو مسکین کو دیا جائے گا اس کے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے، پانی پلا دیا ہوا اب ہے اس پانی کو بھی کھانے کے ساتھ رکھا، پس یہ بہت کدرا لہ حاصل ہوگئی۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۸۱، باب مروجہ فائض)

حضرت حاتی صاحب موصوف نے قاتلہ مہرہ کی جو حقیت بیان فرمائی تھی صحیح ہے اسی پر علمائے کرام، اولیائے عظام اور مسلمانان اہلسنت و جماعت عامل ہیں دن مقرر کرنے کے جواز میں حاتی صاحب فرماتے ہیں، رہا بقیں تارخ یہ بات تجربے سے معلوم ہوتی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمول ہو اس وقت دیا دیا جاتا ہے اور نہ وہ دور ہوتا ہے اور نہیں تو سالہا سال گذر جاتے ہیں، کبھی خیال بھی نہیں ہوتا اس قسم کی تسلیتیں ہر امر میں ہیں جن کی تفصیل طویل ہے، بعض بطور تھوڑا سا بیان کیا گیا، ذہین آدمی غور کر کے سمجھ سکتا ہے اور قطعاً قطعیہ مصالح مذکورہ کے ان میں بعض امر بھی ہیں، پس اگر یہی مصالح بنائے تھنسیں ہوں تو کچھ مشائخ نہیں ہے۔ رہا ملو، ادواؤ اس کی اصلاح کرتی چاہئے اس عمل سے کیوں منع کیا جائے۔ گائی ان کا ملو، اہل فہم کے فعل میں مؤثر نہیں ہو سکتا۔

لنا اعمداً و لکم اعمداً لکم (فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۷)

غیر مقلدین اور دیوبندی و ہادیہ تعصب اور کج فہمی کی وجہ سے قاتلہ مہرہ کو چھعت، حرام اور کفار کی مشابہت بنا کر منع کیا کرتے ہیں، چنانچہ دیوبندی مفتی رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں:

قاتلہ مہرہ بھی چھعت ہے مہرہ امشبہ یہ فعل بنو ہے اور تہہ غیر قوم

کے ساتھ منع ہے۔ (ہناوی و سندہ کامل ص ۱۰۳)

یہ لکھتا ہے:

”تیسرے دن کا شمع میت کے اٹھنے اور مشابہت بنو دی کی کہ ان کے یہاں تیجہ ہری رسم جاری ہے حرام ہوگا، بسبب مشابہت کے الخ۔“

(ہناوی و شہیدہ کامل ص ۱۶۵)

اس شرافات کی تردید فرماتے ہوئے حاتی صاحب موصوف لکھتے ہیں:

رہا شہدہ کہ اس میں بحث اہل طویل ہے، مختصراً اتنا سمجھ لیا کافی

ہے، بھگے اس وقت تک رہتا ہے۔ جب تک وہ عادات اس قوم کے ساتھ ایسی مخصوص ہیں کہ جو شخص وہ فعل کرے اسی قوم سے سمجھا جاتا ہے یا اس پر حجت ہو اور جب دوسری قوموں پر پھیل کر عام ہو جائے تو وہ بھگے جاتا رہتا ہے۔ ورنہ آٹھ اور تعلق عادات دینی خدات جو نئے قوموں سے ماخوذ ہیں، مسلمانوں میں اس کثرت سے پھیل گئے کہ کسی عالم درویش کا گھر بھی اس سے نکالی نہیں یہ امور مذموم نہیں ہو سکتے، قصہ تظہیر اہل قبا اس میں کافی حجت ہے، البتہ جو نہایت عام نہیں یعنی وہ موجود ہے اور ممنوع نہیں ہے نہایت مروجہ ایصالِ ثواب کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہیں اور گیارہویں حضرت غوث پاک قدس سرہ کی دسویں، بیسواں، چہلم، شش ماہی، سالیانہ وغیرہ اور توشہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور سنی حضرت شاہ ولی قلی درویش رحمۃ اللہ علیہ ملوانے شب براءت اور دیگر طرق ایصالِ ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۷)

وہابیہ کے تمام اعتراضات حاقی صاحب موصوف کے ارشادات کی روشنی میں مردہ بالکل تو گئے نیز حاقی امداد اللہ صاحب مہاجرینی علیہ الرحمۃ مسئلہ عرس مبارک کے تحت فرماتے ہیں:

”پس حق یہ ہے کہ زیارت مقابر انفرادی یا جماعی دونوں طرح جائز اور ایصالِ ثواب قرأت و تعلیم بھی جائز اور تین تاریخ و مناسبات بھی سب مل کر بھی جائز۔“

نیز فرماتے ہیں:

”مشرک یا کافر میں یہ ہے کہ ہر سال اپنے پیغمبر و مرشد کی روح مبارک کو ایصالِ ثواب کرتا ہوں، اہل قرآن خوانی دہوتی ہے اور گاہ

گاہ اگر وقت میں وسعت ہوئی مولود پڑھتا جاتا ہے، بچہ ماحشر کھاتا کھلایا جاتا ہے، امراں کا ثواب بخش دیا جاتا، (فیصلہ ہفت مسئلہ، ص ۸۲ باب عروس و سماع)

دیوبندی وہابیہ کے پیغمبر مشہور حضرت حاقی امداد اللہ صاحب مہاجرینی علیہ الرحمۃ کے ارشادات اتنے واضح ہیں کہ ان کی مزید مباحث بحث میں حاصل ہے، سلیم الطبع، حلقہ حق کے لئے انتہائی کافی ہے۔

مولود و کرنا

سرکارِ دہ عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مقدسہ کی یاد دہانے کی خاطر عشاق رسول، باسلاط، جماعت محفل میلاد متعقد کرتے اور فردت و انبساط کا اظہار کرتے ہیں، جب توفیق طہام پکار کر کرنا و مساکین کو کھلایا جاتا ہے، شیرینی تقسیم کی جاتی ہے، ختم پڑھنا جاتا ہے، قرآن خوانی ہوتی ہے، ذکر میلاد کے لئے انشج تیار کیا جاتا ہے، علمائے کرام قرآن و حدیث کی روشنی میں ذکر ولادت و فضائل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان کرتے ہیں، تعلیم کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنا جاتا ہے اور دعائے شکر کے بعد محفل پر خواست ہوتی ہے ان امور پر وہابیہ کا تنقید کیا جاتا، انعقاد محفل میلاد کو ناجائز و حرام بتانا اور محفل میلاد متعقد کرنے والے مسلمانوں کو کافر و کافر قرار دینا، وہابیہ کی شکایت، مگر اسی کی بین و دلیل ہے، محفل میلاد کے خلاف غیر متقلدین وہابیہ کا فتویٰ کارمین دیکھ چکے ہیں جو سہ اثناء میں بحوالہ رسالہ بے نام ۶۲ مندرج ہے، وہابیہ دیوبندی غیر متقلدین کی طرح محفل میلاد کو ناجائز اور حرام قرار دیتے اور غیر متقلدین وہابیہ سے بڑھ چڑھ کر درجہ دفتن کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

رشید احمد گنگوہی سے کسی نے سوال کیا کہ انعقاد محفل میلاد بدوں قیام برہانیت سمجھ کر درست ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں لکھتا ہے:

”انعقاد محفل و مولود پر حال ناجائز ہے، بدعتی امر منسوب کے واسطے

”منع ہے۔“ (مناوی رشیدیہ کادل، ص ۱۲۰)

دیوبندی کاسرٹیل مولوی ٹاہیل احمد آٹھوی لکھتا ہے:

یا یہ ہے کہ روئے پاک علیہ السلام کی عالم ارواح سے عالم شہادت میں تشریف لائے اس کی تقسیم کو قیام ہے، تو یہ بھی محض حماقت ہے کیونکہ اس وجہ میں قیام کرنا وقت وقوع ولادت شریفہ کے نہوا چاہئے۔ آپ پر زکوٰۃ، ولادت مکرر ہوتی ہے؟ پس ہر زما ولادت ولادت کا مثل ہنود کے کے کامنک کہلیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں، یا مثل روافض کے کہ نقل شہادت اہل بیت ہر سال مانتے ہیں، معاذ اللہ ساج آپ کی ولادت کا تخیر اور خود یہ حرکت قبیحہ ناقابل کوم و جرم منق ہے بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بڑھ کر بیوے وہ تو رنج زمین پر کرتے ہیں ان کے یہاں کوئی تیر نہیں، جب چاہیں پھر انات فرض بناتے ہیں اور اس کی شرم میں کوئی تیر نہیں کوئی امر فرض نہیں اگر حقیقت کا معاملہ اس کے ساتھ کیا جائے بلکہ یہ شرع میں حرام ہے اس وجہ سے یہ قیام حرام نہوا اور وہ جب ننگ پر کنار یا نفاق کا تخیر آیا یہ ہے کہ متمدن مین کے زم فاسد میں روئے پرفتوح اس نکاس پر اشارہ معاصی اور تیر مشرعات اور منع فساق و فجار و منہر جرات و شر میں تشریف لاتی ہے۔ معاذ اللہ تو اگر یہ عقیدہ ہے کہ آپ عالم غیب ہیں تو یہ عقیدہ خود شرک ہے مگر آن میں ہے:

وَعَلَيْهِ تَفَضَّلُ الْغَيْبُ لَا يَغْلِبُهَا إِلَّا هُوَ الْآيَةُ

وَلَوْ كُنْتُ الْعِلْمَ الْغَيْبِ لَأَسْتَكْبَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ

الشُّوَاءُ الْآيَةُ

پس بایں عقیدہ قیام کرنا خود شرک نہوا اور جو عالم غیب نہیں کہتے مگر دوسری دلیل وجہ تشریف آوری کی ہے تو خوب سمجھ لیں کہ باب عقائد میں نص قطعی واجب ہے احادیث و خطبات پر عقیدہ کا ثبوت ہرگز نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ شعا ف و موععات سے۔ تو باب تشریف آوری میں کوئی روایات قطعی ہے جس پر یہ عقیدہ محض اتباع نہوا مکید شیطان ہے ایسی صورت میں یہ قیام بایں زم نہوا دیکر نہوا ہے گا۔ الحاصل یہ قیام صورت اولیٰ میں

پرعت و مکر اور دوسری صورت میں حرام منق اور تیسری صورت میں مکر و شرک چوتھی صورت میں اتباع نہوا مکید نہوا ہے۔ پس کسی وجہ سے مشرعت و جائز نہیں، پھر اس کو واجب کہنا مشرعت و مخالفت شارع کی کر کے کافر و فاسق نہوا ہے۔ (لبراعین الصاطعہ ص ۴۸) (مطبوعہ کتب خانہ ادبیات دیوبند)

دیوبندی مہاجر کے فتویٰ سے ان کی بے باکی، گستاخی، جرد باطنی، کج فہمی، تعصب اور چرہ نقد کی اظہار من القس ہے، ہر قدر سے ظاہر نہوا ہے کہ عقل میلا دیں تقسیم و ذکر رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جملہ بحث بیٹھے ہیں، عشاق رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام ان ہلسان ہلسان و ہماخت کے بارگاہ رسالت میں بحالت قیام معلوۃ الاسلام عرض کرنے پر دلہیز کے قلب و ہجر کباب ہیں۔ لا حول ولا قوۃ الا للہ

فقیر جواز عقل میلا دیں قیام معلوۃ الاسلام میں دلائل پیش کرنے سے پہلے دیوبندیوں کے ہر مرشد حاکم ابواللہ صاحب مہاجرین کا فیصلہ نقل کر دیتا ہے، مزے کی بات دیکھنے کے دیوبندیوں کے مذکورہ فتویٰ میں مندرجہ فرامات و ایہ کی مکمل تردید انہی کے ہر مرشد کے ارشادات سے نہوا جاتی ہے۔

حاکم صاحب موصوفہ فرماتے ہیں:

”اس میں تو کسی کو کام نہیں کہ نفس ذکر ولادت شریف حضرت فخر آدم، سرور عالم، موجب خیرات و برکات دینی و دنیوی ہے، صرف کاہم بعض تعینات تصنیفات و تقلیدات میں ہے، جن میں بڑا اہم قیام ہے پیش علماء ان و موععات کرتے ہیں۔ بقول علیہ السلام خل بدت منالہ۔ اور آخر ماہ اجازت دیتے ہیں۔ لا طلاق ولا نسل فیہ الذکر۔ اور اصفاف یہ ہے کہ پرعت اس کو کہتے ہیں کہ غیر دین کو دین میں داخل کرایا جائے۔

کسب الصغیر من النہج اہل فی قولہ علیہ السلام من احدث فی

امرنا ہذا ما لیس منہ فقیر و ذ (مصیح البناری، کتاب الصلح، باب

اذا اصطحوا علی، مرقم، ۶۰۰، ۶۰۹، صحیح، سلم، کتاب

الأفضیة، باب بعض الاحکام العاطفة، مرقم ۱۷۱۸، ۲/۱۲۴۲، سنن

ابن ماجہ، المفسمة، باب تعظیم حدیث، مرقم ۱۱۴، ۷/۷۰، سنن ابی

داؤد، کتاب السنة، باب فی لزوم السنة، مرقم ۴۶۰۶، ۴/۲۰۰،

العسبة، مرقم (۲۷۷/۴، ۲۰۵۱)

پس ان خصوصیات کو اگر کوئی شخص عبادت مقصود نہیں سمجھتا بلکہ فی نفسہ مباح جانتا ہے مگر ان کے اسباب کو عبادت جانتا ہے اور عزت و سبب کو مصلحت سمجھتا ہے تو بدعت نہیں۔
۱۰۔ قیام کو اذان و اذان عبادت نہیں اعتقاد کرنا مگر تقسیم ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت جانتا ہے اور کسی مصلحت سے اس کی یہ عزت و محنت کرنی اور تقسیم ذکر کو بدعت منقوس سمجھتا ہے مگر کسی مصلحت سے خاص ذکر ولادت کا وقت مقرر کرنا، ۱۱۔ ذکر ولادت کو بدعت منقوس سمجھتا ہے، مگر کسی مصلحت سے ولادت کو کسی مصلحت سے ۱۲۔ اربع الاول مقرر کرنا اور کلام تفصیل مصالح میں از بس طویل ہے، ہر محل میں عبادت ہے، رسائل و ایام میں بعض مصالح مذکور بھی ہیں، اگر تمہیں کوئی مصلحت اندیشان چاہیں گا کہ اذان ہے تو اس کے نزدیک یہ مصلحت کافی ہے ایسی حالت میں تخصیص مذکور نہیں تخصیصات اشغال و عبادات و عبادات رسوم مدارس و خانقاہات اسی قبیل سے ہیں۔
حاجی صاحب و صوف اس کے آگے قیام کرنے کی مستحسن بیان کر کے مگر ان کی تردید کے بعد فرماتے ہیں:

”والعش اہل علم و فہم جالوں کی بعض زیادتیوں و کچھ کہ جسے موضوع روایات پڑھنا کا وغیرہ وغیرہ جیسا کہ نبائے جہاں میں واقع ہوتا ہے، عموماً سب الہیہ پر ایک حکم لگا دیتے ہیں یہ بھی انفسان کے خلاف ہے مثلاً بعض انہیں موضوع روایات بیان کرتے ہیں، یا ان کے منظر میں بوجہ اشتغال طرہ و غور توں کے کوئی قدر نہ ہوتا ہے تو کیا تمام نبائے و عظم منسوب ہو جائیں گی؟“

یہ کہنے کو گئے را سوز

ربا اعتقاد کو مجلس مولد میں حضور پڑھو کر صلی اللہ علیہ وسلم رونق فرماتے ہیں، اس اعتقاد کو غیر شرک کہنا حد سے بڑھتا ہے، کیونکہ یہ امر ممکن عقلاً و نقلاً بلکہ انشائاً مقامات پر اس کا قیام بھی ہوتا ہے۔ رہا یہ شیعہ کہ آپ کو جسے علم نہوایا کسی ایک جگہ کہتے ایک وقت میں تشریف لے کر ماوتے ہیں؟ یہ ضعیف شیعہ ہے، آپ کے علم و معاشیت کی وسعت جو دلائل قلبیہ و کھبی سے ثابت ہے اس کے آگے یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے، حالانکہ اس کے اللہ کی قدرت توکل کلام نہیں؟ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان جگہ تشریف نہیں اور درمیانی کتاب انہو جائیں۔ یہ حال بہ طرح یہ امر ممکن ہے اور اس سے آپ کی قدرت اعتقاد علم فیہ لازم نہیں آتا جو کہ خصائص امت حق سے ہے کیونکہ علم فیہ دے ہو وقت و مکان کا ہے اور جو بہ اعلام خداوندی سے و ذاتی نہیں بالموجب ہے و مخلوق کے حق میں ممکن بلکہ واقع ہے اور امر ممکن کا اعتقاد و شرک و کفر کیونکر ہو سکتا ہے؟ پھر آگے چل کر فرماتے ہیں، شرب خمر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شرک نہا دیوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر منع کرنا دیوں اور قیام میں خلف و لذت پاتا ہوں۔“ (فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۷۹، باب مولودہ شریف)

لیجئے ادب ہندی متنیوں کی وفیات کی مکمل تردید۔ دیوبندیوں کے پیر مرشد کے فیصلے سے ہوئی، اب موجود دیوبندیوں کو پانے کی بات تو وہ اپنے پیر مرشد کی بات مان کر آئندہ محفل میلاد و قیام کو بدعت و شرک کہنے سے باز آجائیں یا پھر حاجی امداد اللہ صاحب مہادیو کی پھر بھی بدعتی، و شرک اور کافر ہونے کا فتویٰ لکھا کر شائع کر دیں اور اپنی دلالت و صداقت کا ثبوت دیں۔

یا چنان کن یا چشتی

جہاں تک مکرہات و مکرات کا سوال ہے، ۱۰۔ موضوع روایات، راگ و مزامیر اور اشتغال طرہ و وزن وغیرہ ایسے امور کو ماننے و تسلیم کرنا بھی حرام و ممنوع جانتے ہیں مگر ہابی مولوی ان باتوں کو بہانہ بنا کر جب ہر محفل میلاد کو بدعت و شرک اور ممنوع و حرام کہنے سے باز نہیں آتے تو ان کے سخت باطن کا پتہ چلتا ہے کہ یہ لوگ محض خند و قہقہہ اور

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ (سورۃ مائدہ ع ۲)
 ”یقیناً اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور آیا اور روشن کتاب۔“

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا (سورہ آل عمران ع ۱۷)

”یقیناً اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا۔“

هُوَ الَّذِي أَوْسَلَكُمْ دِينَكُمْ وَاللَّهُ يَهْدِي الْقَوْمَ الصَّافِينَ (سورۃ الفتح ع ۴)
 ”اللہ تعالیٰ وہ دین دے گا جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا۔“

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا لِّلْمُؤْمِنِينَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ
 وَتُعْزِزُهُ وَتُوَفِّرُهُ وَتُسَبِّحُهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا (الفتح ع ۱)

”یقیناً ہم نے تم کو نبیجا مانا، ۲۴ گھنٹہ اور شام کے اگلے دو گھنٹہ
 اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح
 و شام اللہ کی پاکی پڑھو۔“

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا (معدہ ع ۱۴)
 ”یقیناً ہم نے آپ کو حق کے ساتھ نبیجا خوشخبری اور ڈرنا دے گا۔“

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ نُبَأٌ مُّبِينٌ مِّنْ رَبِّكُمْ وَإِنَّا لَكُمُ نُورٌ
 مُّبِينٌ (سورۃ النساء ع ۲۴)

”اے لوگو، یقیناً تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے کھلی دھیل
 آئی اور ہم نے تمہارے پاس روشن نور اتارا۔“

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (سورۃ النبیاء ع ۷)
 ”اور ہم نے تم کو نبیجا مگر مہربانوں کے لئے رحمت بنا کر۔“

ان آیات مبارکہ اور قرآن مجید کی بہت سی دوسری آیات میں حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیلا دشر کا بیان ہے۔

قرآن مجید سے محفل میلا، دمنہ قد کرنے کا ثبوت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

وَإِذْ كُنَّا نَعْمُو نَعْمَةً لِّلَّهِ عَلَيْكُمْ

تم پر اللہ تعالیٰ نے بڑھت فرمائی ہے اس کا ذکر کرتے رہو۔

اور رحمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت
 ہے، محفل میلا میں اسی سب سے بڑی نعمت کا ذکر کیا جاتا ہے، لہذا محفل میلا، دمنہ قد کرنا اس
 فرمان الہی پر عمل کرنا ہے۔

قرآن حکیم میں: دوسری جگہ ارشاد ہوا:

وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

اپنے رب کی نعمتوں کا خوب چہ چا کرو۔

اور قرآن مجید سے ثابت ہے کہ سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری تمام
 نعمتوں سے بڑھ کر نعمت ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر احسان جمایا ہے، پس مسلمان اہلسنت
 کثرت سے محفل میلا، دمنہ قد کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی اس سب سے بڑی نعمت کا خوب چہ چا کرتے
 ہیں، علم الہی کی تعمیل کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا (پ ۱۱ ع ۱۱)

”تم فرماؤ! اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت، اسی پر چاہئے کہ خوشی
 کریں۔“

اور حقیقتاً اللہ تعالیٰ کا فضل اور اللہ تعالیٰ کی رحمت حضرت محمد رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 ہیں، مسلمان اہلسنت ارشاد الہی کے مطابق آپ کی ولادت مبارکہ اور تشریف آوری

پرسے کا ظہار کرتے ہیں، شان و شکرت کے ساتھ میاں کی عقلیں متعقد کرتے اور خوشیاں مناتے ہیں۔

حقیقتاً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

لَوْ لَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْنَا، وَرَحْمَتُهُ لَتَبِعْنَا الشَّيْطَانَ أَتَى قَلِيلًا

(النساء ۷۸/۲)

”اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم درم شیطان کے پیچھے لگ جاتے۔“

اس کے تحت تفسیر روح البیان میں ہے:

وفي الحقيقة كان النبي صلى الله عليه وسلم بفضل الله ورحمته، ينادي عليه قوله تعالى هو الذي بعث في النبيين رسولاً منهم يتلو: 'التي قوله ذاك فضل الله يوتيه من يشاء'. وقوله تعالى وما أرسلناك إلا رحمة للعالمين. فلو لا وجود النبي صلى الله عليه وسلم وبغضه لبقوا في تيه الضلالة تائهين كما قال ابن كثيرهم ويعلمهم الكتاب والحكمة وإن كانوا من قبل لفى ضلال مبين، يعني قبل بعثه وكانوا قد تبعوا الشيطان الذي شفا حضرة من النار وكان عليه السلام ورحمته عليهم فأنقذهم منها كما قال الله تعالى وكنتم على شفا حضرة من النار فأنقذكم منها (روح البیان، تحت آیت لو لا فضل الله ۷۸/۲)

درحقیقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ہیں اس پر یہ

فرمان الہی دلائل کرتا ہے کہ فرمایا:

هو الذي بعث في الأميين رسولاً منهم، التي قوله ذاك فضل الله يوتيه من يشاء

یعنی فضل ہے اللہ کا جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔

وین: یہ فرمان الہی دلائل کرتا ہے کہ فرمایا:

وما أرسلناك إلا رحمة للعالمين.

اور میں بھیجا تم نے آپ کو مگر جہاں کے لئے رحمت بنا کر۔

پس اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود نہ ہوتا اور آپ کی بعثت نہ ہوتی تو لوگ گمراہی کے میدان میں بہکتے پھرتے جیسے کہ فرمایا ہمارا محبوب انہیں پاک فرماتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور یقیناً آپ کی تشکیف آماری سے قبل یہ لوگ مکمل گمراہی میں تھے اور لوگوں کا یہ حال تھا کہ شیطان کی پیروی میں جہنم کے کنارے تک پہنچ چکے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کا فضل اور رحمت بن کر تشکیف ایف لے آئے اور انہیں جہنم میں گرنے سے بچایا، جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم لوگ جہنم کے کنارے پر تھے پس تمہیں اس میں گرنے سے بچایا۔

جب قرآن مجید سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی حقیقتاً اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ہیں تو آپ کی ولادت مبارک، آپ کی تشکیف آماری کی خوشیاں منانا بھی قرآن سے ثابت ہوا کہ فرمایا:

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ لَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا.

”اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت پر ہی خوشیاں منانا چاہئے۔“

اور تائید دہے کہ اذانِ اُٹھی و شربتِ طواف۔ جب کوئی چیز ثابت ہوتی ہے تو اس کے لوازمات بھی ثابت ہوتے ہیں۔ پس اس تائید کے تحت نھل میاں و متعقد کرنا، فرش بچھا، شیخ تیار کرنا، روشنی کرنا، قیام و صلوٰۃ و سلام، طعام کھانا، شیرینی تقسیم کرنا، وغیرہم لوازمات کا بھی اثبات ہو گیا۔

فالحمد لله على ذلك والصلوة والسلام على حبيبہ سیدنا
محمد وعلى آله واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم
الرحمین

حدیث شریف سے محفل میلاد کا ثبوت

احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ صحابہ کرام پیغمبر الرشوان اپنی مجلسوں میں حضور علیہ
الصلوة والسلام کا ذکر کیا کرتے رہتے تھے، آپ کے فضائل میں رطب المان رتبتے،
آپ کی ولادت مقدسہ کے وقت ظہور پذیر ہونے والے خجرات و ثنائیات گایاں کرتے۔
آپ کے حلیہ مبارک کے تذکرے کرتے۔ آپ کے اخلاق و اسانف حمیدہ معلوم کرنے اور
سننے کے لئے ایک دوسرے کے پاس چل کر جاتے اور فرمائش کرتے کہ ہم کو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی کعت سناؤ۔

حنسہ نامزدی علیہ الرحمۃ نے شاکل میں روایت کیا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ
تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میں نے بغداد میں اپنی ماں سے سوال کیا:

وکان وصفاً عن حلیۃ رسول اللہ ﷺ (دلائل النبوة، باب فی

صفۃ رسول اللہ ﷺ، ص ۶۸۶)

محدثان اپنی مثال رسول اللہ ﷺ کے حلیہ کے اوصاف (بہت وصف
بیان کرتے رہے) تھے۔

وانا اشمی ان یصف لہ شیئاً تعلق بہ

اور میں یہ چاہتا تھا کہ وہ مجھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حلیہ
مبارک کا کچھ وصف سنائیں اور میں اس سے دل نکالوں۔

حضرت امام ترمذی علیہ الرحمۃ سے روایت ہے کہ حضرت ابو اسحاق (تابعی) نے ایک
صحابہ خاتون سے فرمائش کی، بیان کر مجھ سے کیسے تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم؟

قالت کما یسدر لیلۃ القمر لم اقبلہ ولا بعدہ منلہ صلی اللہ

علیہ وسلم

اس صحابیہ خاتون نے فرمایا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پودہ دیں
چاندنی رات کے ظلمت کی طرح تھے، میں نے آپ سے پہلے اور
آپ کے بعد آپ کی مثل کوئی نہ دیکھا۔

دارمی اور دہم سے محدثین روایت فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے مسافہ رفق (صحابہ) رضی اللہ عنہ سے فرمائش کی کہ مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصف
سناؤ، وہ پہلی گوریلہ ثلاث الحسن طابع، میں حضور کو کچھ تو کچھ کہہ سورت اٹھ آیا ہے؟

عن عطاء بن ہشیر قال لقیبت عبد اللہ بن عمرو وابن العاص

قلت اخبرنی صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی

النورۃ، قال اجل واللہ انہ لم یوصف فی النورۃ ببعض صفۃ

فی القرآن یا ایہا النبی انا اوسلک شاہداً ومیشواً وندیراً

حوز الملامین انت عبدی ورسولہ الحلیث (اصحیح البخاری،

کتاب البدوع، باب الکراہیۃ، برقم ۲۱۶، ۲۲، مطبوعۃ باب

فضائل سید المرسلین ثلاث، الفصل الاول، برقم ۵۷۴، ۲۵، ۲۵)

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے

حضرت عبد اللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ملاقات کی

اور عرض کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو صفات تورات میں مذکور ہے

اس کی شبہ و شبکے فرمایا میں (میں بیان کرتا ہوں) اللہ کی قسم، قرآن

میں آپ کے جو اوصاف بیان کئے گئے ہیں ان میں سے بعض

اوصاف تورات میں بھی مذکور ہیں جن میں سے بعض اوصاف یہ ہیں کہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے گرامی پیغمبر، مافرستادہم تر شاہداً احوال امت

ہم نے آپ کو امت کے احوال پر جانہ، ماعظربنا کر بھیجنا ہے اور

اخلاصت کیشوں کو آپ کی خوشخبری نے دینے والا اور فرمائوں کو عذاب سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور تم نے آپ کو انہیں کے لئے بناد بنا کر بھیجا ہے، تو اسے محمد بنوہ ناس مٹی کی درحقیقت درہندگی ناس نکٹکس یا تو شریک نیست۔ اسے محمد تو یہ راہنہ خاص ہے کہ درحقیقت ہندگی خاص میں کوئی بھی اثر کسی نہیں ہے تو یہ ارسال ہے“ الحدیث (المعانی عن ۴۷۱)

عن قتادة عن انس كان النبي صلى الله عليه وسلم ضخم الكفين والقدمين لم اربعه شبيها له. (صحيح البخاري، كتاب اللباس، باب النعنع، عن ۸۷۶)

”حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلیاں اور پیر مبارک ہماری ہتھنی کوشت سے بھرے تھے، میں نے آپ کے بعد آپ کے ہتھنی کسی کو نہ دیکھا۔“

عن انس كان النبي ﷺ ضخم المراس والقدمين لم اربعه ولا بعده منله وكان بسط الكفين (صحيح البخاري، كتاب اللباس، باب البعد، عن ۸۷۶، مطبوعة كتاب احوال قباية، ومدة الخلق، باب اسماء النبي، ص ۵۷۸۲، ۲/۲۶)

”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک ہماری اور دونوں قدم شریف ہماری تھے اور آپ ہتھیلیاں کشادہ تھیں، میں نے آپ سے قبل اور آپ کے بعد آپ کی ہتھنی کسی کو نہ دیکھا۔“

عن ابی ہریرہ كان النبي ﷺ ضخم القدمين حسن الوجه

(اربعة منله (صحيح البخاري عن ۸۷۶، ۲، كتاب اللباس، باب البعد)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاؤں ہماری اور آپ کا پیر دائورہایت حسین تھائیں نے آپ کے بعد آپ کے ہتھنی کسی کو نہ دیکھا۔“

ترمذی شریف میں حضرت امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مستقل باب قائم فرما کر احادیث نقل فرمائی ہیں، عنوان ہے باب ما جاء في ميلاد النبي صلى الله عليه وسلم.

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے فضائل بیان فرمائے:

عن العباس رضي الله عنه انه جاء الى النبي صلى الله عليه وسلم فكانه سنع شينا فقال النبي صلى الله عليه وسلم علي السحسبر فقال من ان فقالوا انت رسول الله قال انا محمد بن عبد الله بن عبد المطلب ان الله خلق الخلق فجعلني في خيرهم. (الحديث، مشکوة باب فضائل سيد المرسلين)

”حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں کافروں کا طعن سنا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت مبارکت میں حاضر ہوئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منہ پر قائم فرمایا اور ارشاد فرمایا۔ میں کون ہوں؟ حاضرین نے عرض کی آپ اللہ کے رسول ہیں۔ فرمایا میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا اور ساری مخلوق سے بہت مخلوق میں مجھ کو پیدا فرمایا۔“

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے میلاد شریف کا بیان فرمایا:

عن العباس عن رسول الله ﷺ انه قال اني عند الله

ایسے ہی ہیں اور آدم کو اللہ نے نفع کیا۔ واقعی وہ ایسے ہیں۔ مگر خیال رکھو کہ میں اللہ کا محبوب ہوں، فخر یہ نہیں کہتا۔ قیامت کے دن تمہارا جہنم اسی اٹھائے ہوئے توں کا جس کے نیچے آدم اور ان کے ساتوں گئے اور یہ فخر یہ نہیں کہتا میں پہلا شفاعت کر نیو لا توں اور پہلا قبول الشفاعت قیامت کے دن میں نہ فخر یہ نہیں کہتا میں پہلا وہ شخص ہوں جو جنت کی زنجی بلائے گا تب اللہ کو لے گا پھر اس میں بھی داخل کرے گا، میرے ساتھ فخر، مسلمان ہوں گے۔ فخر یہ نہیں کہتا میں سارے اگلے چھپوں میں اللہ پر زیادہ دوست والا ہوں۔ فخر یہ نہیں کہتا۔“

فر کړ و لاوت:

عن عثمان ابن ابي العاص قال حدثني امي انيا شفيته ولادته امة ام رسول الله ﷺ ليلة ولدتها قالت فيا شفي انظر اليه في البيت الا نور واني لا نظن الي المجوم تدحونني اني لاقول ليقعن علي (المعجم الكبير، رقم ٤٥٧، ٢٢٥، دلائل النبوة للبيهقي، رقم ١٠١، ١١١، دلائل النبوة لاسماعيل، رقم ٧٢، ١٣٥، البداية والنهاية، ٢/٢٦٤، مجمع الزوائد، ٨/٢٤٠)

”حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میری والدہ نے مجھ سے بیان کیا کہ جس شب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مقدسہ ہوئی میں حضور کو والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کے پاس موجود تھی۔ فرماتی ہیں کہ گھر میں جس چیز کو دیکھتی توری نور دکھائی دیتا اور میں نے ستاروں کی جانب دیکھا تو وہ میرے قریب ہوتے اور جیسے محسوس ہوتے تھے کہ میں کوئی کچھ مجھ پر گر پڑیں گے۔“

واضح رہے کہ یہ روشن ستارے اگے کے روشن چہرے تھے جو تہجد اقدس کوڑ میں سے آسمان تک گھیرے ہوئے تھے۔

ان آمنة قالت لسا فصل مني خوج معه نور اضاء به ما بين المشرق والمغرب رأيت بقصور المشام والبصرى فيه (طغاف الحکیمی، ١/٦٠٢، المعجم الكبير، رقم ٤٥٥، ٢٤٠، ٢١٤، البداية والنهاية، ٢/٢٦٤، المعجم الكبير، رقم ٤٢٢، ٢٠٧، ٦٧٢)

حضرت آمنہ نے فرمایا جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے بطن سے باہر تشریف لائے تو آپ کے ساتھ ایک عظیم نور نکلا جس سے مشرق و مغرب کے درمیان ہر چیز روشن ہوئی، میں نے اس نور کی روشنی میں ملک شام اور بصرہ کی کھلات کو دیکھ لیا۔

وقالت فلما خرج من بطني نظرت اليه فاذا هو ساجد قد وقع اصبعة وهو يقول بلسان فصيح لا اله الا الله واني رسول الله (حجراتین کبریٰ، شواہد النبوة)

حضرت آمنہ نے فرمایا جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے بطن سے باہر تشریف لائے تو میں نے دیکھا کہ آپ تہجد فرماتے ہوئے ہیں اور اپنی انگلی مبارک اٹھائے ہوئے شیخ زبان میں کہہ رہے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک میں اللہ کا رسول ہوں۔

قرآن ۱۰ صہ بیٹ سے ثابت ہوا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کرنا، اللہ کی نعمت بیان کرنا، اللہ کی صفات بیان کرنا، سنت رسول، سنت صحابہ، ائمہین و حق تابعین سے، اس مستند کے لئے مجلس یا مؤتمد کی جاتی ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کرنا مؤمنان کی جان اور اس کا نصب العین ہے۔

زبان بود درہاں با جانے کیم
ثنائے محمد بود در پندیر

میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشی منانا اور محفل میلاد منعقد کرنا موجب خیر و برکت اور باعث نجات ہے:

بخاری شریف جلد دوم کتاب الناح باب و امیضاکم اللہی ارضعنکم میں ہے:

فلما مات ابولیب اریہ بعض اہلہ بشر حبیۃ قال لہ ماذا لقی

قال ابولیب لم الق بعدکم خیراً انی سمیت فی ہذہ بعضا فی

ثوبیۃ (صمیم البکاری، کتاب النکاح، باب و امیضاکم اللہی،

سرفہ ۲۸۱۲، مصنف لعدہ الراف، مرقم ۱۲۹۰۰، ۷/۴۷۸، شعب

الایمان، مرقم ۲۸۱، ۶۶۱، دلائل النبوة للبیہقی، ۱/۱۴۹، شرح

السنۃ، مرقم ۲۲۸۲، ۷۶/۹، البدایۃ والنہایۃ، ۲/۲۲۹، ۲۲۰، فتح

الباری، ۱۴۰/۹، عمدۃ القاری، ۷۰/۹۰)

”جب ابولیب مرگیا تو اس کو اس کے بخش گھر والوں نے خواب میں

برے حال میں دیکھا، پوچھا تیرے ساتھ کیا گذری؟ ابولیب بولا کہ تم

سے ملجھ نہ کر گئے تھے نہ تعجب نہ ہوا ہاں مجھے اس آفت سے پانی

پینے کو ملتا ہے کیونکہ میں نے توبہ (لوہی) کو آزاد کیا تھا۔“

۱۰۔ منہج رہے کہ ابولیب، حضرت عبداللہ کا بیٹا تھا، اس کی لوہی توبہ نے جب

ابولیب کو خوشخبری سنائی کہ آفت تیرے نتیجہ کی دلاوت ہوئی ہے تو ابولیب نے خوش ہو کر توبہ

کو انسانی سے اٹھا کر کرتے ہوئے کہا کہ تو آزاد ہے، اگرچہ ابولیب سخت کافر تھا۔ اس کی

دلاوت میں پوری سورہ تہت ہے الابی لب متب ۲۰ زل ہوئی، ۲۰ تم شخص اس لئے کہ اس نے

اللہ تعالیٰ کے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دلاوت مقدمہ کی خوشی

منائی اور توبہ کو آزاد کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس خوشی کرنے کی وجہ سے اس پر یہ کرم فرمایا کہ

ابولیب دوزخ میں اپنی اٹلی چوستا ہے تو اس کی پیاس بجھ جاتی ہے، حالانکہ اس نے شخص نتیجہ

کی دلاوت کی خوشی منائی تھی نہ کہ رسول اللہ کی دلاوت کیوجہ سے۔

حضرت شیخ الفخیر عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ اعظم فرماتے ہیں:

”وہیں جا۔ نہ راستہ مراہل ہو ایدرا کہ در شب میلاد آں سرور کنند

وہیل اموال نماید، یعنی ابولیب کہ کافر بود چوں پسر ورمیلاد

آفت سے چہل شیر جا رہے دے بخت آں حضرت جزا دادہ شد۔

۱۱۔ حال مسلمان کہ مملو است بخت ممر وہیل مال درو سے چہ باشد

وہیلن باید کہ از چہرہ مالک عوام اعداے کردہ اندر انجمنی و آلا سے خرم۔

”مگر اسے خالی باشد (مدارج النبوت جلد دوم)“

اس واقعہ میں موجود کرنے والوں کیلئے بڑی دلیل ہے، چونکہ حضور صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شب دلاوت میں خوشیاں مناتے اور مال خرچ

کرتے ہیں یعنی ابولیب جو کافر تھا، جب حضور کی دلاوت کی خوشی اور

لوہی کے دودھ پلانے کی وجہ سے انعام دیا گیا تو اس مسلمان پر اللہ

تعالیٰ کا کس قدر انعام و اکرام ہوگا جو حضور کی محبت و خوشی سے

بھرا ہوا ہے اور مال خرچ کرتا ہے لیکن چاہئے کہ محفل میلاد، عوام کی

ایجاد کردہ چہرے میں لہجے کاغے اور حرام باجوں اور مکررات سے خالی ہو۔

نام باہال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

یستحسن لنا اظہار الشکر لمولود علیہ السلام (تفسیر روح

البیان ۲۶ سورہ فتح)

زیر آیت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم کو حضور علیہ السلام

و السلام کی دلاوت پر شکر کا اظہار کرنا مستحب ہے۔

نیز فرماتے ہیں:

وقد قال ابن حجر الہیثمی ان البدعة الحسنۃ متفق علی

ندبہا وعمل المسلم و اجتماع الناس لہ کذلک بدعة

حسنة. قال السخاوی لم یفعله احد من القرون الثلاثة وانما احدث بعد لزال اهل الاسلام من سائر الاقطار والمدین الکبار یعملون السوء ویصلحون بانواع الصدقات ویستنون بفرائد مولودہ الکرم ویظهر من برکاته علیہم کل فضل عظیم. قال ابن الجوزی من خواصہ انه امان فی ذلک العام وبشری عاجلة نبیل النعمة والمراہم واول من احدثہ من الملوک صاحب اویل وصنف لہ ابن دحیہ کتابا فی السوء فاجازہ بالف دینار وقد استخرج لہ الحافظ بن حجر اصلاً من السنة وسکذا الحافظ السیوطی وروہ علی انکارہا فی قولہ ان عمل السوء بدعة مذمومة.

”امام ابن حجر محدثی نے فرمایا کہ بدعت حسہ کہ مستحب ہونے پر سب کا اتفاق ہے اور میلاد شریف کرنا اور اس میں لوگوں کا حق دینا بھی اسی طرح بدعت حسہ ہے۔ حضرت امام بخاری نے فرمایا (مرہمہ صورت میں) میلاد شریف قرآن ثلاثہ میں کسی نے کیا بعد میں ایجاد نہوا پھر ہر طرف اور ہر شہر کے مسلمان ہمیشہ میلاد شریف کرتے رہے اور کرتے ہیں اور طرح طرح کے صدقات وغیرہ است کرتے ہیں اور حنفیہ رعایا اسلواطہ السلام کے میلاد پڑھنے کا زیادہ اہتمام کرتے ہیں۔ اور محفل میلاد کی برکتوں سے ان پر اللہ کا زیادہ فیض ہوتا ہے۔ حضرت امام جوزی فرماتے ہیں کہ میلاد شریف کی تاثیر یہ ہے کہ سال بھر اس کی برکت سے امن رہتا ہے اور اس میں مرادیں پوری ہونے کی بشارت عاجلہ ہے۔ جس بادشاہ نے اس کو (مرہمہ صورت میں) پہلے ایجاد کیا وہ شاہ اربل ہے ابن وحید نے اس کے لئے میلاد کی ایک

کتاب لکھی جس پر بادشاہ نے اس کو بڑا ارشاد فرمایا اور اس میں اور حنفیہ امام ابن حجر اور حافظ اللہ بیٹ امام سیوطی نے محفل میلاد کی اصل سنت سے ثابت کی ہے اور محفل میلاد کو بدعت سہ کہہ کر منع کرنے والوں کی تردید فرماتی ہے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

حضرت امام ترمذی شارح بخاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

وعمما جرت من خواصہ انه امان فی ذلک العام وبشری عاجلة نبیل النعمة والمراہم فرحمہ اللہ امراء اتحدہ لیالی شہیر مولدہ السببارک اعباداً لیکون اشدة علة علی من فی قلبہ مرض (مواہب ص ۲۷۷ اول)

”محفل میلاد معتقد کرنے کے خواص میں سے یہ امر تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ اس سے سال بھر کے لئے اللہ تعالیٰ کی نجات مل جاتی ہے اور میلاد کرنے میں نعمتیں حاصل ہونے اور مرادیں پوری ہونے کی بشارت عاجلہ ہے، پس اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمت فرمائے جو ماہ ربيع الاول کی راتوں کو تامل میں میلاد معتقد کرنا اور خوشیوں اور مسرتوں کا اظہار کر کے غیورین مناتا ہے تاکہ جن لوگوں کے دلوں میں مرض (انکار و گستاخ) ہے ان کی بیماری شدت کا موجب نہ ہو۔“

اعلیٰ حضرت شاہ اندر شاہان بریلوی علیہ الرحمۃ کا خوب فرماتے ہیں:

خاک نہ جائیں نہ تمل کر دنا ہم توہ کران کا ساتے جائیں گے

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا مواہب دہ:

ما یذکرہ منہ علیہ السلام ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں:

کننت قبل ذلک بمسکة السعظمة فی مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی یوم ولادته والناس یصلون علی النبی صلی

اللہ علیہ وسلم ویدکرون اوا صلاتہ النبی ظہرت فی ولادته
ومشاهدہ قبل بعثتہ لقرئت انواراً سعلت دفعۃً واحدة
لا نقول انی ادرکتہا ببصر الجسد ولا نقول ادرکتہا ببصر
الروح فقط واللہ اعلم کیف کان الامر بین هذا وذلک
فما ملک تلک الانوار فوجہتہا من قبل الملائکۃ المؤمنین
بامثال هذه المشاهد وبامثال هذه المجالس ورایت یخالط
انوار الملائکۃ انوار الرحمۃ (عبودین السرمین مترجم مطبوعہ
کتاب خانہ رحیبہ دیوبند ص ۷۷) (عبودین السرمین، ۸۰ ص ۸۱)
”میں اس سے پہلے کہ پہلے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
ولادت کے دن تیس ”میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں“ وجود تھا،
لوگ مشہور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھ رہے تھے اور آپ کی
ولادت کے وقت اور آپ کے صدمہ ہونے سے پہلے جو کائنات
موجود اور فضاات و کائنات ظہور پذیر ہوئے ان کا ذکر کر رہے تھے،
دریں اثناء میں نے کیا رنگی انوار کو نہ دیکھے، میں یہ نہیں کہتا کہ
میں نے ان انوار کو دوسرائی آنکھ سے دیکھا اور نہ یہ کہتا ہوں کہ فقط
روح کی آنکھ سے جس میں نور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ نور ان ملائکہ
کا ہے جو اس قسم کی تجاہدوں اور شاہدوں پر توفیق دے رہے ہیں، نیز میں
نے دیکھا کہ انوار ملائکہ اور انوار رحمت میں ملے ہوئے ہیں۔“

شاہ عبدالرحیم صاحب کمال مشاہدہ:

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی لکھتے ہیں:

”میرے والد، ماجد شاہ عبدالرحیم نے بیان کیا کہ میں ہر سال مشہور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد و شریف کے موقع پر کھانا تقسیم کیا کرتا تھا

ایک سال مجھے نیاز دینے کی وصیت مری تو میں نے مجھے ہوئے چنے
کی تقسیم کر دیئے، پھر خواب میں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
زیارت ہوئی تو میں نے دیکھا کہ بعینہ وہی چنے مشہور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے پاس رکھے ہوئے موجود تھے۔“ (دربغیون ص ۸)

ثابت ہوا کہ دنیا بھر کے مسلمان ہر سال ناقابل میلاد منقذ کرتے ہیں، بلند پایہ علماء
امت، مفسرین، محدثین اور ادایہ کرام ناقابل میلاد منقذ کرنے، ان تجاہدوں میں شامل
ہوئے اور میرہ میلاد کی خوشیاں منانے کو باعش نزول رحمت، دوغیب بلا و مصیبت، علمی مشکلات
اور حاجات پر مری ہونے کا ذریعہ بناتے ہیں، تو کیا قبل یا بعد یہ سب مضامین، چرچائی، مگر اور
اور شرک و کفر ہوئے؟ خود یا اللہ من ذالک۔

اگر وہ اپنی اپنے دعوتی میں سچے ہیں تو حضرت خاتمی امداد اللہ صاحب مہاجر تکی، شاہ
ولی اللہ صاحب محدث دہلوی، شاہ عبدالرحیم، ارشد عبدالقیل محدث دہلوی بلکہ تمام مفسرین
و محدثین کے شرک و کفر ہونے کا اعلان کریں اور ادایہ مانع نبوی شائع کریں اور اگر ان
میں یہ بہت نہیں ہے تو آئندہ ایسے مردہ دعوتی صادر کر کے مسلمانوں میں اختلاف و بغاوت
برپا کرنے سے باز ہیں، مسلمانوں کو پرکھانے اور مغالوہ دینے کی خاطر وہابی مولوی کہہ
دیا کرتے ہیں کہ ہم ان کے ذکر ولادت رسول کو کتب منع کرتے ہیں ہم تو یہ کہتے ہیں کہ مرہبہ
صورت میں محفل میلاد کا ثبوت قرآن و عیال میں نہیں ملتا اس لئے یا ناجز بہرعت اور حرام ہے۔

وہابی مولویوں کو کھلا چیلنج:

میں ان فریب کاروں سے پوچھتا ہوں کہ آیا تم خود بھی اپنے اس اصول پر کار بند
ہو؟ کیا تم لوگ بھی صرف وہی کچھ کرتے ہو جس کا ثبوت، بصورت موجودہ، قرآن و عیال
ملا ہو، اگر کہو ”ہاں“ تو پھر۔

۱۔ قرآن مجید کے ارادہ، صمدی، فارسی اور دیگر زبانوں میں ترجمے کرنا اور ترجمہ
قرآن کرنا اور مرہبہ صورت میں شائع کرنا قرآن و عیال سے ثابت کرنا کہ تم انہیں

پڑھتے پڑھاتے ہو۔

۲۔ حدیث کی کتابیں، صحیح بخاری، صحیح مسلم، ترمذی، نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ وغیرہ مرتب کرنا اور مزید صورت میں شائع کرنا قرآن ثلاثہ سے ثابت کردہ کتب نہیں پڑھتے پڑھاتے ہو۔

۳۔ اردو، انگریزی، فارسی اور دیگر زبانوں میں حدیث کی کتابوں کے ترجمے مرتب کرنا اور مترجم قرآن شائع کرنا قرآن ثلاثہ سے ثابت کردہ کتب سب پڑھتے ہیں۔

۴۔ قرآن مجید، حدیث شریف کی کتب اور دیگر رسائل و کتب بصورت مزید پریس میں چھاپنا، چھاپا قرآن ثلاثہ سے ثابت کردہ کہ اس پر تم عامل ہو۔

۵۔ قرآن مجید کے تین پارے بنانا۔ ان میں کوئی مقرر کرنا حرف پر اعتراض کا قرآن ثلاثہ سے ثابت کردہ۔

۶۔ پہلے مقرر کرنا ان کی ترتیب مقرر کرنا کہ یہ پہلا، دوسرا، تیسرا، چوتھا، یہ پانچواں اور یہ چھٹا ہے اور پھر ان کلموں کے نام مقرر کرنا کہ یہ طیب، طیب ہے، یہ طے، شہادت، یہ طے، توحید، یہ طے، استغفار اور یہ طے، ردّ کفر ہے اس کا ثبوت قرآن ثلاثہ سے پیش کردہ۔

۷۔ صفات ایمان بصورت مقررہ، مزید صفات ایمان مجمل اور صفات ایمان مفصل کا ثبوت قرآن ثلاثہ سے دہ۔

۸۔ نمازوں کے لئے زمان سے نیت کے بعد الفاظ کہنا قرآن ثلاثہ سے ثابت کردہ۔

۹۔ بصورت مزید مسجدیں تعمیر کرنا، مسجدوں کے بنانا، خراب اور تہذیب وغیرہ بنانے کا ثبوت بھی قرآن ثلاثہ سے پیش کردہ کہ بلاشبہ اہم قرآن میں ہے عمل ہو۔

۱۰۔ نمازوں کیلئے اوقات مقرر کرنا کہ نماز کے لئے اتنے بیت اور نماز کے لئے اتنے بجکر اتنے منٹ پر جماعت کھڑی ہوگی، قرآن ثلاثہ سے ثابت کردہ کہ تم جتنی کے ساتھ اس پر عامل ہو۔

۱۱۔ موجودہ مزید صورت میں مدرسے قائم کرنا، پڑھائی کیلئے اوقات مقرر کرنا، نصاب تعلیم کا تعین، پڑھائی اور تہذیبوں کے دن مقرر کرنا قرآن ثلاثہ سے ثابت کردہ کہ تم اس پر عامل ہو۔

۱۲۔ مدرسوں کیلئے چند ماہ گنا، امداد کی انتہیں شائع کرنا بڑائی کی کتابیں جمع کرنا، ان کے حصول کی خاطر گلی گلی کوچے کوچے مار مارے پھرنے قرآن ثلاثہ سے ثابت کردہ کہ تمہارا یہ دستور اہل عمل بن چکا ہے۔

۱۳۔ علم مزید صرف، نجوم، فلسفہ، علم کلام اور منطق وغیرہ پڑھنے پڑھانے کا ثبوت قرآن ثلاثہ سے دہ کہ تمہارے مدرسوں میں پابندی سے یہ علم مزید ہے۔

۱۴۔ ردّ زنا، عی، بخلہ دار، پندرو روزہ، مالہ اخبارات و رسائل مقرر تاریخ اوقات میں شائع کرنا، اخبارات و رسائل کے نام رکھنا قرآن ثلاثہ سے ثابت کردہ کہ تم اس پر عامل ہو۔

۱۵۔ تاریخ اور دن اور وقت مقرر کر کے پہلے منعقد کرنا، بڑے بڑے اجتماع اور پٹرل بنانا جلسہ گاہ کی رونق بڑھانے کیلئے بینکوں میں جہازوں باب لگانا، مسجدیں لگانا، مقررین کو دعوت دیکر مقرر کر کے بلانا، عوام کو جلسہ میں شمولیت کیلئے شدہ مد کے ساتھ ترغیب دینا، لاؤ و پھیلوں سے امان کرتے پھرنے، اشتہارات پوسٹر شائع کر کے جلسہ کو کامیاب کرنے کی انتہیں کرنا وغیرہ مذہبی و سیاسی دہلووں کے لئے اس قدر اہتمام و مذاق کا ثبوت قرآن ثلاثہ سے پیش کردہ کہ یہ سب کچھ تمہارا معمول بن چکا ہے۔

۱۶۔ غائب کعبہ کو نمائش کے لئے بڑے اہتمام کے ساتھ شیر پشیر لئے پھرنے اور نذرانے وصول کرنا قرآن ثلاثہ سے ثابت کردہ کہ تمہارے صالحین علی الامان یہ سب کچھ کر چکے ہیں۔

۱۷۔ اسلام دشمن کافر لیڈروں کو اپنا رہنما بنانا۔ ان کی جماعت (بندہ کا گھر لیس) میں

باغیہ شامل تھا، ملت اسلامیہ کے مفاد کے خلاف بنہ لپیڈروں سے تھوڑی ہیں اور اسی رقوم حاصل کرنا، کفار کے مفاد میں شہر پشور، بکرہ، یہ پتر، یہ درے کر کے تقریریں کرتے پھرنا، انکسٹن میں کفار کو کامیاب کرنے کی خاطر غلط بیانیوں کر کے مسلمانوں سے وہ ملت لٹکتے پھرنا، قرون ثلاثہ سے ثابت کر دیا کہ یہ سب کچھ تم جلی ملا جان کرتے رہے ہو اور اس پر تاریخ شاہد ہے۔

۱۸۔ کافر لیڈروں کے استقبال کیلئے وہ دروازے سفر کر کے پھینکا، ان کی خوشنودی اور ان کا لقب حاصل کرنے کی خاطر ان کے گئے تھے لارڈ الٹا "مہاتما گاندھی کی جیسے" پکارا، جو بال لال نہہ زندہ یاد، سردار پٹیل زندہ یاد، سبھاش چندربوس زندہ یاد، فخر علی خان، قرون ثلاثہ سے ثابت کر دیا کہ تمہارے بڑے بڑے مولویوں کے یہ کروتے تاریخ کے صفحات پر ثبت ہو چکے ہیں۔

۱۹۔ ملت اسلامیہ کو ہندو، سکھوں، پارسیوں، جہانیوں، یہانیوں اور عیسائیوں میں مدغم کرنے کی مذہم کوشش میں، متحدہ قومیت کا پرچار کرنا اور ملت از ملن است کا اعلان کرنا، قرون ثلاثہ سے ثابت کر دیا کہ تمہارے یہ شر مناک کارنا مے تمہاری پیشانیوں پر لٹاک کے چلے گئے ہیں۔

۲۰۔ کافر بت پرست حکمرانوں کو اپنے مذہبی مدرسے میں دعوت دیکر بلایا (دیکھ کر مدرسہ دیوبند کے مولویوں نے صدر بھارت ڈاکٹر راجندر پرشاد کو دعوت دے کر اپنے مدرسے میں بلایا، اس کے ازاد کرام کی خاطر بڑے اہتمام کے ساتھ مدرسے اور جلسہ کا کوڑیپ وزینت سے آراستہ پیرا۔ بت کرنا اس کے استہلال کے لئے بے قراری کے عالم میں دوڑتے بھاگتے پھرنا اس کی آمد پر اس کی تعظیم کے لئے دست بستہ و گردن شلت قیام کرنا اس کے لئے زندہ یاد کے نعرے بلند کرنا اس کے لئے خطبہ استہتایہ پڑھنا، اس کی مدح و ثناء میں قصیدہ خوانی کرنا وغیرہ قرون ثلاثہ سے ثابت کر دیا۔

۲۱۔ دنیاوی مفادات کی خاطر دشمن اسلام "برٹش گورنمنٹ"، کو اپنی گورنمنٹ قرار دینا، ان کی وفاداری کو بین دین اسلام قرار دینا، مسلمانوں کو حکومت برعانیہ کی وفاداری کی تلقین کرنا انگریزوں کے خلاف لڑنے کو از روئے اسلام ناجائز و حرام قرار دینا، قرون ثلاثہ سے ثابت کر دیا کہ تمہارے یہ شاہکار کارنا مے تمہاری کتابوں میں مندرج ہیں۔

۲۲۔ دشمن اسلام انگریزوں کی غلامی سے آزادی حاصل کرنے کی جدوجہد کو نذر و بناء، اور انگریزوں کی حمایت میں لڑتے ہوئے مرجائے کوشہادت قرار دینے کا ثبوت قرون ثلاثہ سے پیش کر دیا کہ تمہارے مولویوں کی یہ مذہم حرکتیں، تمہاری کتابوں سے بھی ثابت ہیں۔

۲۳۔ اسلام کی سر بلندی کے لئے اسلامی مملکت (پاکستان) قائم کرنے کی جدوجہد کرنے والے مسلمانوں کے خلاف، منافق، بنالیا، ان کی راد میں روٹے اٹھانا، مسلمانوں کو بت پرست ہندوؤں کا داعی غلام بنادینے کی سر توڑ کوشش کرنا، گاندھی اور دیگر بنہ لپیڈروں کو ناکام اسلام، اور قائد اعظم کو کافر و عظیم قرار دینے کا ثبوت قرون ثلاثہ سے پیش کر دیا کہ تمہارے پیشواؤں کے یہ کروتے بھی تاریخ میں ثبت ہو چکے ہیں۔

۲۴۔ مردہ کافر لیڈروں کی تقویر کی صدارت میں منعقد جلسہ میں شرکت کرنا اس کی تقویر کو سلامی دینا، اس کی مدح و ستائش کرنا، قرون ثلاثہ سے ثابت کر دیا کہ تمہارے مولوی مردہ سبھاش چندربوس کی تقویر کی صدارت میں یہ سب کچھ کر چکے ہیں۔ (ثبوت کے لئے فقیر کی تالیف "تاریخ و لایہ" کا مطالعہ کیجئے)

۲۵۔ اس عقیدہ کا قرون ثلاثہ سے ثبوت دیکر "نماز میں رمل اللہ علی اللہ علیہ وسلم کے تقویر میں اپنی تہ کو لگا دینا فعل اور گدھے کے خیال میں مستحق بیونے سے زیادہ گہرا ہے" جیسے کہ تمہارے پیشوا ۱۰۱ میل دیوبلی نے کتاب "مراط مستقیم"

میں لکھتا ہے۔

۳۶۔ اس عقیدے کا ثبوت قرون ثلاثہ سے پیش کر کے جس کا نام محمد علی ہے وہ کسی چیز کا بھائی نہیں، نیز اس کا بھی کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا، نیز اس کا بھی کہ رسول کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں، نیز اس کا بھی کہ شیطان اور ملک الموت کا علم۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے، نیز اس کا بھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی ایک دن مرکز میں میں مل جانے والا ہوں، (نعوذ باللہ من ذلک الغفوات) یہ باتیں وہابیہ کے پیشواؤں، اسماعیل دہلوی اور غلام احمد لکھنوی نے اپنی کتابوں تقویۃ الایمان اور مرآۃ المفہم میں لکھی ہیں اور ان کتابوں پر وہابیہ کا ایمان ہے۔

۳۷۔ یہ عقیدہ کہ اللہ تعالیٰ جوت بولے پر قادر ہے، قرون ثلاثہ سے ثابت کر کے یہ تمہارے مولویوں نے بڑے اصرار کے ساتھ اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔

تمام وہابی مولویوں کو کھلا چیلنج ہے کہ وہ مندرجہ بالا اور کا ثبوت قرون ثلاثہ سے پیش کر کے اپنی صداقت کا ثبوت دیں، اگرچہ اور بھی حد ہا ایسے اور پیش کئے جاسکتے ہیں، جو قرون ثلاثہ سے ہرگز ثابت نہیں، لیکن وہابیہ ان پر عامل ہیں تو بتایا جانے کہ یہ تمام امور ان کے لئے کیونکر جائز و روا ہو گئے؟

آخر قاتلہ وہابیہ نے یہ ایسا کونسا گناہ لیا ہے کہ وہابیہ ان کی مذمت کرتے ہیں اور جہت سیدہ، جائز اور حرام کہتے نہیں جیسے اور قاتلہ وہابیہ دیکھ کر دے والے مسلمانان اہلسنت کو بدعتی، فاسق، مشرک اور کافر قرار دے کہ ملت اسلامیہ میں فتنہ انگیزی اور انتشار پر آمناں برپا کرنے کی ہر ہمتاں حرکتوں سے باز نہیں آتے؟

وہابی مولویوں کی سینہ روزی:

وہابیوں کی منہ بلی بھی بڑی عجیب ہے کہ یہ خود چاہے قرآن و حدیث کے معرینا خلاف نہیں، جائز اعمال کے مرتب ہوں، تمام امت کے مخالف عقائد رکھیں، خود کو بہر

حال صحیح اور رام راست پر اور اپنے موائعہ مسلمانوں کو گمراہ سمجھتے ہیں۔ بات بات پر ان کی رنگ بھدیت کچھ ٹرک اٹھتی ہے، مسلمانان اہلسنت سے بغض و عناد کی وجہ سے جائز و مباح اور مستحسن امور پر بھی، جہت سیدہ اور مشرک و کفر کے فتویٰ لگانے سے باز نہیں رہتے، مثلاً منہض مبارک کو جہت سیدہ ثابت کرنے کی تمام کوشش کرتے ہوئے دیوبندی و باہنوں کا پیشوا مفتی رشید احمد گنگوہی لکھتا ہے:

”یہ منہض چمکا زمانہ کفر عالم الاسلام اور زمانہ صہابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور زمانہ ایمین اور زمانہ مجتہدین میں نہیں ہوئی اس کا ایجاد بعد چہرہ سال کے ایک بادشاہ نے کیا اس کو اہل تاریخ فاسق کہتے ہیں۔ لہذا یہ مجلس جہت منافیہ ہے۔“ (فتاویٰ و شہیدہ کامل، کتاب

البدعات، باب مجلس مجلہ، ص ۱۱۴)

نیز لکھتا ہے: ”عدم جواز کے واسطے یہ دلیل پس ہے کہ کسی نے قرون خیم میں اس کو نہیں کیا۔“ (کتاب مذکور) اور یہی مفتی قاتلہ کے متعلق لکھتا ہے:

”قاتلہ میرے پڑا دوست نہیں ہے بلکہ جہت سیدہ ہے۔“ (فتاویٰ

و شہیدہ، کامل، ص ۱۱۴)

اور سب یہ بتا رہے کہ

اس طور مخصوص نہ در زمان آخستہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بودند
در زمان فتناء و بکد و جود آں درق و ثلاثہ کوشش بر او پایا جائے اندر منقول

نہ شدہ (فتاویٰ و شہیدہ کامل، ص ۱۱۸)

دیوبندی مفتی کی طرح دوسرے وہابی غیر متقلدین، ندوی اور مودودی وغیرہ بھی اس طرح کے بود و اعتدات انسانیت کے تحت قاتلہ، گیارہویں اور بیاد الہی صلی اللہ علیہ وسلم کی محفلوں کو بدعت سیدہ اور جائز و حرام سمجھتے ہیں ان کا سب سے بڑا اور بنیادی اعتدائش یہی ہے کہ چونکہ یہ کام بہت مرہقہ قرون ثلاثہ میں نہ اس لئے حرام ہے۔ مگر جب

میں لوگ اپنے مفادات کے تحت خود ایسے کام کرتے ہیں جو بہت مہرِ قرونِ ثلاث میں نہ تھے تو اپنے اس نامہ ساز اصول کو فراموش کر بیٹھتے ہیں اور قسم قسم کے حیلے بھانے تراشے لگاتے ہیں۔ مثلاً کے طور پر اب دیکھ رہی مفتی کوئی دیکھ لیجئے کہ کس دھڑے سے کہتا ہے کہ کھٹل میلا اور فاتحہ مہرِ چہ اس لئے جائز نہیں کہ نہایت مہرِ قرونِ ثلاث میں تھی اور بطورِ قائد و حلیہ اعلان کرتا ہے کہ ”مقدم جواز کے واسطے یہ دلیل ہے کہ کسی نے قرونِ ثانی میں اس کو نہیں کیا۔“

لہٰذا اس کے برعکس آپ یہ گنہگار تھے ان تہوں کے کہ یہی جہانِ فتنیٰ ذرا سے دنیاوی مفاد کی خاطر اپنی موصیٰ کا حکم گنہگار بن جاتا ہے، دوسرے دو بند میں یہ دو تہوں کا کہ جب کسی کو کوئی مشکل یا مصیبت درپیش ہوتی تو تبلیغِ چودھو پڑے اس مدرسہ میں دینا اس کے معاوضہ میں، یہ بندی، مولوی شہر علیؒ کا گہری شریف صاحبؒ چودھو کر اس کے لئے عام تھی۔

امرجہ نگاہ میں دیوبندی مولوی ختم قرآن مجید کو بدعتِ سیئہ اور حرام قرار دیتے تھے۔ امرجہ یہ بتاتے تھے کہ ختم قرآن مجید قرنِ ثانی سے ثابت نہیں ہو سکی ہے۔ حال کیا ہو سکی ہے؟

تو اس کے جواب میں: یو ہندیوں کا یہی مفتی قومی صادر کرنا ہے کہ:

”قرآن شانہ میں بخاری، تالیف نہیں ہوئی تھی مگر اس کا ختم درست

ہے کہ ذکرِ خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اس کی اصل شرع سے ثابت

ہے۔ پرمخت نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ کاہل ص ۱۷۲)

اب اسے دیکھ کر سلیحہ روڑی ٹھیل تو اور کیا کہا جا سکتا ہے! لقرآن مجید جو مرتب کتاب کی صورت میں قرآن ثلاثی میں موجود تھا اور اب جو اس کے کہنا سامنے رکھ کر ہم اللہ الرئیس الرعیم (جو قرآن کی آیت ہے) نے اچھا اور دعا کا نام لیا ہے اسلحہ علی الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد مجمل سے ثابت ہے۔ ختم قرآن، جنت سلیحہ، جاہل زمانہ اور ہم جب عذاب

ہے۔ لیکن بخاری شریف، جو قرآن مثلاً میں موجود ہی نہیں تھی اس کا تم جائز اور مباح ہے۔
مذہب مہمان ہے۔

مطلب یہ ہوا کہ ختم قرآن چونکہ مسلمانانِ ہند کے لئے اس لئے جہتِ سیّدہ اور حرام ہے اور ختم بخاری شریف چونکہ دیوبندی و ہابی کرتے ہیں لہذا اجائز ہے۔ ورنہ ختم بخاری اگر ذکر نہ ہے تو ختم قرآن مجید ذکرِ خیر کیوں نہیں؟ حالانکہ کھانا سنا کر رکھ کر تلاوت قرآن کا اصل شرع ہے بالوضاحت ثابت ہے، اگر ہابی و دہلوی فاتحہ مجید اور مظل میاں دکن اس وجہ سے جہتِ سیّدہ اور حرام بتاتے ہیں کہ بہت صریح فاتحہ مجید اور قرآن ثلاثی میں نہیں تھا تو ان پر لازم ہے کہ ختم بخاری بہت صریح قرآن ثلاثی سے ثابت کر کے اس کے جائز ہونے کا ثبوت پیش کریں۔

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ.

علمائے اہلسنت سے مبادشتہ کے دوران دینی مولویوں کو جب کوئی رادفہ اردو کھانی نہیں دیتی تو یہاں پر پیمانے کی خاطر کہہ دیا کرتے ہیں کہ:

”ہم انفس ذکر و رمل کو کپٹ منع کرتے ہیں تاہم توا بہتمام و تدانی، کانے

جگانے اور اختلاط مزاج کی وجہ سے فحش رویا دکھانا جائز و حرام کہتے

چند

[illegible]

مگر یہ کہاں کا انصاف ہے کہ مثنوی اور گورہ کہنے کے بجائے ہر مثنوی یا گورہ پر عت
سید اور جانور حرام قرار دیا جائے، رہا انہماق مقدس کا ثابت اس تو اس سے خود پہلی
مولوی بھی محفوظ نہیں، غور کا مقام ہے کہ پہلی کے نزدیک اگر انقیاد، مولوی ذات مثنوی

ملا دیا تو اُن کا جائز حرام ہیں تو یہ خود جو چلے اور کافر نہیں منہ پر کرتے ہیں ان میں فرس بچا ہے، شامیانے لکھتے، حیات کے لئے چند لیاں لکھتے، بکلی کے سینکڑوں ہزاروں تھے لکھتے بڑے۔ اسٹیج بناتے، اخبارات و رسائل میں اعلان کرتے، لاؤڈ سپیکر سے ڈیوڈ اور ایچے، قد آدم اشتہارات شائع و تقسیم کر کے عوام کو شرکت کی دعوت دیتے اور پُر زور احتجاج کرتے ہیں کہ جوئی درجہ کی شرکت فرما کر جلد کو کا بیاب بنائیں، نیز اثر اجات کے لئے چند دفاتر قائم کرتے پھر تے ہیں تو یہ سب کچھ، بابہ کے لئے کیونکر جائز ہو جاتا ہے؟ جب اہتمام مہدی یہ خود بھی کرتے ہیں تو معلوم ہوا کہ بنائے مخالفت یہ وہ نہیں بلکہ اصل مہدِ ہلسٹ سے انش و متا وادہ ذکر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عداوت ہے کہ خود ان کو وہی تباہی امت انسانیت کی آڑ میں ذکر تہیب خدائے تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رہنے کی کام کوشش کرتے ہیں لیکن یہ مہرمان ازلی ان کا نہیں سمجھتے کہ جس کے ذکر کو خود رب العزت بلند فرمائے۔ رفعا تک ذکر کا اعلان فرمائے اس کے ذکر کو کون روک سکتا ہے؟ آیا یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے مقابلہ کر کے جیت جاتا ہے یا ہتھے؟

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے ایسی خوب فرمایا ہے:

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے یہ جلتائیں اسے منظور نہ جاتا تھا
رفعا تک ذکر نہ ہونے سب سے بڑا وبال بابہ ہے تیرا ذکر ہے اونچا تھا
من گئے، ملے ہیں، میں نہیں گئے اعدائے نہ منا ہے نہ مئے کا بھی چہ چا تھا

حرف آخر:

حمدہ تعالیٰ۔ سو اہتمام میں مندرجہ بالا کے مائل جوابات مکمل ہونے اور فتویٰ بابہ کی تردید اہل حق احسن لیا یہ تکمیل تک پہنچتی ہے۔ یہ درحقیقت اس بیخود بکلی کہ جن دس امور کی بنا پر بابہ نے کمال شکایت و فرزند ان توحید عاشقان رسول اللہ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مسلمان ہلسٹ و جماعت کو شرکت کا فریاد اٹھانے کی مذموم کوشش کی ہے ان امور کی بنا پر شرکت نہ فرما کر غارت نہیں ہوتا۔

یہ جس ان کی شد و قہیب، کج فہمی اور ان کے جہل مرکب میں گرفتار ہونے کا کرشمہ اور مسلک بابہ کا خطرہ امتیاز ہے۔ دراصل یہ لوگ اپنے بیخود ایمان و مبرا لوہا ب نہدی مقرر التبتطال، کی تقلید کرتے ہوئے تہیل المؤمنین سے بہت بچے ہیں۔ امت محمدیہ سے کٹ چکے ہیں، اس کے باوجود اپنے سو کسی کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ یہیں چپے کہ یہ لوگ ہمیشہ اہل اسلام کے مخالف دشمن اور کفار کے ساتھی و معاون ہیں اور ان کا یہی طرز عمل ہے۔ فرمانِ مشور علیہ السلام و یلعون اہل الاوقان الحدیث (مستارین)

مسلم، مشکوٰۃ

”یہ لوگ اہل اسلام کے قاتل (دشمن) ہوں گے اور بت پرستوں

سے کچھ تعرض نہ کریں گے۔“

”اگرچہ! ان کی مسلم دشمنی اور ملت اسلامیہ کے خلاف ان کے سیاہ کارناموں کی تفصیل اور ان کی مکمل تاریخ معلوم کرنے کے لئے فقیر کی کتاب ”مکمل تاریخ بابہ“ کا مشورہ مطالعہ کریں، اس کتاب میں ما قائل تریہ تاریخی حوالوں سے ان کے چہوں سے خطاب کشائی کی گئی ہے۔ نیز تعلیمات قرآن و حدیث میں بابہ کی تحریف و تفسیر اور دینی مسائل میں ان کی دہشت گردیوں اور کفریہ سے آگاہی کے لئے فقیر کی تالیف ”توبہ الایمان“ حصہ اول و دوم کا مطالعہ و تہذیب وری ہے کہ اس کے مطالعہ سے آپ تہنی رنگ میں بابہ کے عجیب و غریب عقائدوں سے واقفیت حاصل کر سکتے ہیں۔

وما علیہا الا البلاغ

تأخذ ومراجع

- ☆ القرآن الحكيم
- ☆ أشعة اللغات - للشيخ علي بن الشيخ عبد الحى بن سيف الدين المحدث (١٠٥٢هـ)، مكتبة التورية الزينية، سكر، باكستان ١٩٧٦م
- ☆ البحر الزخار (المعروف بمسند الزائر)، للشيخ الإمام أبي بكر أحمد بن عمرو بن عبد الحالى العدنى (٢٩٢هـ)، تحقيق الدكتور محفوظ الرحمن بن الله، مكتبة العلوم والحكم، المدينة المنورة، ١٤٢٤هـ - ٢٠٠٣م
- ☆ بهجة الآثار، نور الدين بن الحسن بن يوسف بن خير الله بن (٨١٣هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت
- ☆ البداية والنهاية، حافظ عماد الدين اسماعيل بن عمر بن كثير (٧٧٤هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت
- ☆ البناية شرح الهداية، محمد بن احمد بن موسى بن احمد بن الحسن (٨٥٥هـ)، بيروت
- ☆ تفسير بضاوى، قاضي ابو الخير عبد الله بن عيسى بضاوى نيرلى شافعى (٦٨٥هـ)، دار احياء التراث العربى، بيروت
- ☆ تفسير عزيزى، ساد عبد العزيز محلات دهلوى (١٢٣٩هـ)، مكتبة رضائية، كراتشي
- ☆ تفسير مفاركة، ابو البركات احمد بن محمد بنسى (٧١٠هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت
- ☆ التفسير الكبير، امام فخر الدين رازى، دار احياء التراث العربى، بيروت
- ☆ التفسيرات الاحمدية، علامه احمد جيون جوبورى (١١٣٠هـ)، قديمى كتب بخانه كراتشى

- ☆ جلالين، حافظ جلال الدين سوطى (٩١١هـ)، قديمى كتب بخانه كراتشى
- ☆ الخصائص الكبرى، حافظ جلال الدين سوطى (٩١١هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت
- ☆ اثر المعتبر، امام جلال الدين سوطى (٩١١هـ)، بيروت
- ☆ دلائل النبوة، امام ابو بکر نعم احمد بن عبد الله (٤٣٠هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت
- ☆ دلائل النبوة، امام ابو بكر احمد بن حسن بنسى (٤٥٨هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت
- ☆ روح البيان، علامه اسماعيل حقى حنسى (١١٣٧هـ)، دار احياء التراث العربى، بيروت
- ☆ زبدة الآثار، شاد عبد الحى محلات دهلوى (١٠٥٢هـ)
- ☆ مؤن أبى داود، للإمام سليمان بن أشعث السجستاني (٢٧٥هـ)، دار ابن حزم، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ - ١٩٩٧م
- ☆ مؤن ابن ماجه، للإمام أبى عبد الله محمد بن زيد القزوينى (٢٧٣هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ - ١٩٩٨م
- ☆ مؤن الترمذى، للإمام أبى عيسى محمد بن عيسى بن سرور (٢٩٧هـ)، تحقيق محمود محمد محمود حسنى نقاش، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ - ٢٠٠٠م
- ☆ مسند دار قطنى، امام على بن عمر دار قطنى (٢٨٥هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت
- ☆ مسند الكبرى للبيهقى، امام ابو بكر احمد بن حسن بنسى (٤٥٨هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت
- ☆ مسند النعماني، امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعيب نسماني (٣٠٣هـ)، دار الفكر، بيروت

- ☆ **شرح صحيح البخاري**، لإبي بظال، الإمام أبي الحسن علي بن خلف بن عبد الملك، مكتبة الرضاه، الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ - ٢٠٠٠م
- ☆ **شرح صحيح مسلم**، للبرقي، الإمام أبي ركريا يحيى بن شرف النمطي الشافعي (ب ٦٧٦هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ - ٢٠٠٠م
- ☆ **شرح الصدور**، حافظ جلال الدين سرطاني (ب ٩١١هـ)، غرته كتب بخانه، كراتشي
- ☆ **صحيح ابن حبان**، امام علاء الدين علي بن بلال الفارسي (ب ٨٣٩هـ)، بيروت
- ☆ **صحيح البخاري**، للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري (ب ٢٥٦هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ - ١٩٩١م
- ☆ **صحيح مسلم**، للإمام مسلم بن الحجاج القشيري (ب ٢٦١هـ)، دار الأرقم، بيروت
- ☆ **عمدة القاري**، امام بدر الدين عيني، بيروت
- ☆ **فتاوى رشيدية كامل**، شيخ ورشد احمد كنگرهجي (ب ١٣٢٣هـ)، نور محمد كتب بخانه، كراتشي
- ☆ **فتح الباري**، امام أبي حجر عسقلاني، دار الكتب العلمية، بيروت
- ☆ **فتح القدير**، علامه كمال الدين بن همام (ب ٨٦١هـ)، مكتبة رسالديه، كراتشي
- ☆ **فصله هفت معتله**، حاجي اماد الله مهاجر ميكي، مكتبة رسالديه، كراتشي
- ☆ **فيوض الحرمين**، شاه ولي الله محدث سهارني، كراتشي
- ☆ **مقرات المفاتيح** (شرح مشکاة المصابيح)، للإمام الملا علي بن سلطان محمد الثاني (ب ١٠١٤هـ)، الشيخ جمال عيتاني، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ - ٢٠٠١م

- ☆ **المعتزلة**، امام ابو عبد الله محمد بن عبد الله حاكم سماربوري (ب ٤٠٥هـ)، دار المعرفة بيروت
- ☆ **مشكاة المصابيح**، للتبريزي، الشيخ ولي الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الله الخطيب (ب ٧٤١هـ)، تحف الشيخ جمال عيتاني، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ - ٢٠٠٣م
- ☆ **مجمع الزوائد ومنبع الفوائد**، لاليمسي، نور الدين علي بن أبي بكر المصري (ب ٨٠٧هـ)، تحف عبد القادر عطاء، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ - ٢٠٠١م
- ☆ **مدارج النبوة**، سح عبد الحس محبت دهلوي (ب ١٥٠٢هـ)
- ☆ **المستند للإمام أحمد بن حنبل** (ب ٢٤١هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت
- ☆ **معتمد ابو بعلی**، امام احمد بن علي المني (ب ٣٠٧هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت
- ☆ **المعجم الكبير**، لالطبراني، الحافظ أبي التماس سليمان بن أحمد بن أيوب اللحني (ب ٣٦٠هـ)، تحف جمال عبد المحمد الملقني، دار احياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ - ٢٠٠١م
- ☆ **سور العرفان**، مفتي احمد يار خان عيني (ب ١٣٩١هـ)، ضياء القرآن، كراتشي

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

کی ہدیہ شائع شدہ کتب

کہی ان کہی، زکوٰۃ کی اہمیت،

عصمت نبوی ﷺ کا بیان، فلسفہ اذانِ قبر،

نوٹ: جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان کے تحت شائع شدہ تمام کتب ادارے سے بھی نہایت مناسب قیمت پر حاصل کی جاسکتی ہیں۔

برائے راپیل: حکیم سید محمد طاہر نعیمی، 0321-3885445، 021-32439799

رمضان المبارک معزز مہمان یا محترم میزبان؟

میلا دابن کثیر، عید الاضحیٰ کے فضائل اور مسائل

مسائل خزانہ العرفان، عورت اور آزادی،

الروح الزکیہ، ستر استغفارات،

امام احمد رضا قادری رضوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ خائفین کی نظر میں

حضرت علامہ مولانا

مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ

کی تالیفات میں سے

عورتوں کے ایام خاص میں نماز اور روزے کا شرعی حکم،

فتاویٰ حج و عمرہ، نسب بدلنے کا شرعی حکم

تخلیق پاکستان میں علماء اہلسنت کا کردار،

دعاء بعد نماز جنازہ، طلاق ۱۴ اشکات شرعی حکم